قومی عدالتی پالیسی ۲۰۰۹ء

نظر ثانی شدہ ایڈیشن ۲۰۱۲ء

قومی عدالتی پالیسی ساز کمیٹی

شائع کردہ

سیکرٹریٹ، قانون وانصاف کمیشن، پاکستان

سپریم کورٹ بلڈنگ، اسلام آباد

www.ljcp.gov.pk

مشمولات

(۱) بنیادی سطح تک انصاف کی فراہمی، از چیف جسٹس آف پاکستان

(۲) تلخیص از سیکرٹری، این جے پی ایم سی (NJPMC)

(۳) قومی عدالتی پالیسی

الف۔ عدلیہ کی آزادی

ب۔ بداطواری

ج۔ بدعنوانی کا خاتمہ

د۔ مقدمات کا جلد تصفیہ

مختصر مدتی اقدامات

(i) فوجداری مقدمات

(ii) دیوانی مقدمات

طویل مدتی اقدامات

بنیادی سطح تک انصاف کی فراہمی

عدلیہ کی بحالی کے بعد عوام نے اپنی مشکلات کے فوری حل اور انصاف کی فراہمی کے لیے عدلیہ سے بہت زیادہ توقعات وابستہ کی ہوئی تھیں۔ ان توقعات پر پورا اُترنے اور ملک میں انصاف کی فراہمی کے نظام کو بہتر بنانے کے لیے نیشنل جوڈیشل پالیسی کا نفاذ عمل میں لایا گیا۔ یہ پالیسی نیشنل جوڈیشل پالیسی میکنگ کمیٹی نے ججز، وکلاء اور دوسرے شعبوں کے ماہرین سے دن رات کی مشاورت کے بعد ترتیب دی ہے۔ اس پالیسی میں وقت کے ساتھ ساتھ قانونی ماہرین، وکلاء اور تمام متعلقہ اداروں کی آرا اور قومی و بین الاقوامی سطح پر منعقد کی جانے والی کانفرنسوں میں منظور کی جانے والی سفارشات کو مدِنظر رکھ کر ضروری ترامیم بھی کی گئیں تاکہ پالیسی کو بدلتے ہوئے حالات سے ہم آہنگ کیا جا سکے۔

ہر معاشرے میں مختلف وجوہات کی بناء پر مقدمات میں اضافہ روز افزوں ہے۔ حتیٰ کہ ترقی یافتہ ممالک بھی مقدمات میں بہتات کے مسائل سے دوچار ہیں تاہم ایک مستحکم نظام حکومت کی وجہ سے ان ممالک میں مقدمات میں یہ اضافہ ہمارے جیسے کم ترقی یافتہ معاشرے کی بہ نسبت قابو کے اندر ہے۔ اسی لیے ہمارے ملک کے اندر مقدمات میں روز افزوں اضافے کی وجہ سے تنازعات کے جلد تصفیہ کے لئے مختلف ذرائع اختیار کرنے کا چیلنج بھی موجود ہے۔ اختلاف صرف کارکردگی دکھانے کیلئے اوقات کے تعین کا ہے۔ لہٰذا پالیسی کے ذریعے مقدمات کے جلد تصفیے کو ممکن بنانے اور اعلیٰ عدلیہ اور ضلعی عدالتوں کی سطح پر زیرِ التواء مقدمات کے انبار کے حجم کو رفتہ رفتہ کم کرنے اور آخر کار ختم کرنے کے حوالے سے اقدامات اُٹھائے گئے ہیں۔ چنانچہ پالیسی کے نفاذ کے بعد مقدمات نمٹانے کی شرح میں نہ صرف اعلیٰ عدلیہ بلکہ ضلعی عدالتوں کی سطح پر بہت بہتری دیکھی گئی ہے۔

جوڈیشل پالیسی وضع کرنے کا مقصد قانون کی یکساں عملداری اور بنیادی حقوق کے تحفظ کے آئینی اصولوں پر کاربند رہنے کو یقینی بنانا ہے۔ پالیسی میں عدلیہ کے کردار کو مضبوط کرنے، اسکی آزادی کو برقرار رکھنے اور تحفظ کیلئے مندرجہ ذیل اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ اعلیٰ عدلیہ کا چیف جسٹس یا جج بطور قائم مقام گورنر تعینات نہیں ہوگا۔ دورانِ سروس کوئی بھی جج کسی وفاقی یا صوبائی عہدے پر عارضی طور پر تعینات نہیں ہوگا۔ تمام خصوصی عدالتیں جو کہ انتظامی طور پر حکومت کے زیرِ نگرانی کام کر رہی ہیں لازمی طور پر عدلیہ کے ماتحت لائی جائیں اور ان کا تقرر، تعیناتی متعلقہ ہائیکورٹس کی سفارش پر کی جائے۔ عدلیہ انتخابات میں شامل ہونے سے اجتناب برتے گی تاکہ جج صاحبان اپنے پیشہ ورانہ فرائض پر توجہ مرکوز رکھ سکیں اور سیاسی اثرات سے بچتے ہوئے عدلیہ کا صاف اور غیر جانبدارانہ تشخص برقرار رکھ سکیں۔ وہ تمام عدالتی افسران جو کہ وفاقی اور صوبائی حکومت میں انتظامی عہدوں پر کام کر رہے تھے ان کو واپس بلایا

گیا۔ ان بہت سے جوڈیشل افسران کے واپس ہونے پر ہر ایک ضلع میں عدالتوں کا کام رواں دواں ہوا اور اسطرح سے بڑی حد تک زیر التواء مقدمات نمٹائے گئے ان اٹھائے گئے اقدامات کی وجہ سے سائلین کا عدالتوں پر اعتماد بحال ہوا ہے اور عدلیہ کا آزاد اور غیر جانبدار ادارے کی حیثیت سے تصور اُجاگر ہوا ہے۔

جوڈیشل افسران اور عدالتی عملے کی بدعنوانی سے عدالتی نظام پر عوام کا اعتماد مجروح ہو رہا تھا۔ چنانچہ اس کے مداوے کے لیے عدالتی عملے کی تنخواہوں میں اضافہ تجویز کرنے کے ساتھ ساتھ جوڈیشل افسران اور عدالتی عملے کیلئے ضابطہ اخلاق پر کاربند رہنے اور کسی بھی بدعنوانی کی صورت میں انضباطی کاروائی جیسے اقدامات تجویز کیئے گئے ہیں۔ مزید برآں زیر التواء مقدمات میں محبوس قیدیوں کے ساتھ روا رکھے جانے والے غیر انسانی سلوک کے پیش نظر فوجداری مقدمات کو ترجیح دی گئی اور مالی معاملات اور کرایہ داری سے متعلق تنازعات، عائلی تنازعات اور بچوں سے متعلق مقدمات کو بھی فوقیت دی گئی ہے۔

جسٹس افتخار محمد چوہدری

چیف جسٹس آف پاکستان

تلخیص

آزاد منش جج صاحبان کی بحالی اور آئین اور قانون کی بالادستی کیلئے شروع کی گئی تاریخی تحریک آخر کار کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔اس کامیابی کے بعد عوام نے اپنی مشکلات کے فوری حل اور انصاف کی فراہمی کیلئے عدلیہ سے بہت زیادہ توقعات وابستہ کی ہوئی ہیں۔ لوگوں کی ان توقعات اور امنگوں کے پیش نظر چیف جسٹس آف پاکستان نے فیصلہ کیا، کہ مقدمات کے جلد تصفیہ کو ممکن بنانے کیلئے ایک نئی عدالتی پالیسی وضع کی جائے۔انہوں نے یہ کام قومی عدالتی پالیسی ساز کمیٹی کے سیکرٹریٹ کے سپرد کیا تاکہ وہ اس کیلئے ایک مناسب اور عملی منصوبہ پیش کرے۔قومی عدالتی پالیسی ساز کمیٹی ایک اعلیٰ قانونی ادارہ (statutory body) ہے۔اس کے سربراہ چیف جسٹس آف پاکستان ہیں اور ممبران میں صوبائی عدالت ہائے عالیہ (High Courts) اور وفاقی شرعی عدالت (Federal Shariat Court) کے چیف جسٹس صاحبان شامل ہیں۔سیکرٹری قانون و انصاف کمیشن کو اس کا سیکرٹری نامزد کیا گیا ہے۔کمیٹی کی ذمہ داریوں میں علاوہ ازدیگر ایک یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ ساری عدالتوں، ٹربیونلز اور نیم عدالتی اداروں کیلئے پالیسی تشکیل دے اور اس پر عمل درآمد کروائے۔

پالیسی کے مسودے پر قانون و انصاف کے تمام متعلقہ اداروں بشمول اعلیٰ اور ضلعی عدلیہ، اٹارنی جنرل آف پاکستان، ایڈووکیٹس جنرل، پراسیکیوٹرز جنرل، سیکرٹری قانون وانصاف ڈویژن، صوبوں کے شعبہ ہائے قانون سیکرٹری، انسپکٹرز جنرل پولیس، انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات، ممبران قانون و انصاف کمیشن، سینئر وکلاء، پاکستان بار کونسل کے وائس چیئرمین، صوبائی بار کونسلوں کے وائس چیئرمین اور عدالت عظمیٰ اور عدالت ہائے عالیہ کے بار کے صدور اور ضلع و تحصیل بار ایسوسی ایشنز کے صدور سے بھی مشاورت کی گئی۔یہ پالیسی یکم جون ۲۰۰۹ سے نافذ العمل ہے۔پالیسی کا اہم مقصد ملک کی تمام اعلیٰ اور ضلعی عدالتوں میں زیر التواء مقدمات کا جلد تصفیہ ہے۔عدالتوں نے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مقدمات کے تصفیے کے مقررہ اہداف کو بہت حد تک حاصل کیا ہے۔ پالیسی کے نفاذ کے بعد عدالتِ عظمیٰ، وفاقی شرعی عدالت، عدالت ہائے عالیہ اور ضلعی عدالتوں نے کل 8,532,548 مقدمات نمٹائے ہیں۔اس مدت کے دوران 8,243,043 نئے مقدمات کا اندراج ہوا یعنی کہ مقدمات نمٹانے کی تعداد مقدمات کے اندراج سے 289,505 زیادہ ہے جو کہ ایک بہت بڑی کامیابی اور حوصلہ افزاء بات ہے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگوں نے اپنے مقدمات کے تصفیے اور حقوق کی حفاظت کے لیے عدلیہ پر اعتماد کیا ہے جو کہ قوم کے لیے ایک اچھا شگون ہے۔دوسری طرف عدلیہ کی اچھی کارکردگی نے عام لوگوں کے دلوں میں قانون کی حکمرانی کے تاثر کو مزید اُجاگر کیا ہے۔ پالیسی لوگوں کے اندر انکے حقوق کے حوالے سے حساسیت پیدا کرنے کے لیے ایک ہتھیار کے طور پر ثابت ہوئی ہے۔تاہم کوئی کوتاہی معقول وجوہات کی بناء پر عدالتوں کے اختیار سے

باہر ہونے کی وجہ سے ہوسکتی ہے۔اس کے علاوہ پالیسی میں عدالتی اداروں کو مضبوط بنانے ،عدلیہ کی آزادی اور عدلیہ کے صاف اور غیر جانبدار تشخص کو برقرار رکھنے کے لیے اقدامات بھی تجویز کیئے گئے ہیں۔

پالیسی کے نفاذ کے بعد اس کا مسلسل جائزہ لیا جا رہا ہے تا کہ اِسے مقدمات کے تصفیہ میں تاخیر اور مقدمات کے انبار جیسے مسائل کو حل کرنے کے قابل بنایا جا سکے۔ ۲۰۰۹ سے ۲۰۱۱ کے دوران ہونے والے نیشنل جوڈیشل پالیسی میکنگ کمیٹی کے اجلاسوں اور جوڈیشل کانفرنسوں کی تمام سفارشات کو شامل کر کے ۲۰۱۲ میں پالیسی کا نظر ثانی شدہ ایڈیشن شائع کیا گیا ہے۔کمیٹی نے اپنے پشاور کے اجلاس مورخہ ۳۰ تا ۳۱ مارچ ۲۰۱۲ اور کراچی کے اجلاس مورخہ ۲۷ تا ۲۸ اپریل ۲۰۱۲ میں انصاف کے نظام میں حائل رکاوٹوں کا جائزہ لیا اور ان سے نمٹنے کے لیے مختلف سفارشات مرتب کی گئیں ۔اس کے علاوہ اس اجلاس میں ۱۳ تا ۱۵ اپریل ۲۰۱۲ میں منعقد ہونے والی بین الاقوامی جوڈیشل کانفرنس کی سفارشات بھی منظور کی گئیں۔تمام متعلقہ سفارشات موجودہ ایڈیشن میں شامل کی گئی ہیں۔امید کی جاتی ہے کہ سنگین بحران کے اوقات میں ریاست کے عدالتی نظام کو آخری جائے پناہ کا کردار ادا کرنے کے قابل بنانے میں اس پالیسی کے دوررس اثرات مرتب ہونگے۔

حبیب الرحمن شیخ

سیکرٹری

قومی عدالتی پالیسی

(الف) عدلیہ کی آزادی (Independence of Judiciary)

(1) مستقبل میں اعلیٰ عدلیہ کا کوئی چیف جسٹس یا جج صوبے کے قائم مقام گورنر کا عہدہ قبول نہیں کرے گا۔

(2) کوئی بھی اعلیٰ عدلیہ کا ریٹائرڈ جج ایسی تقرری قبول نہیں کرے گا جو کہ اس کے مرتبے یا وقار سے کم تر ہو بشمول بینکنگ کورٹ، کسٹمز کورٹ اور انتظامی ٹربیونلز کے پریزائیڈنگ افسران وغیرہ کے طور پر تقرری کے۔ لیکن جہاں قانون میں اس بات کی صراحت ہو کہ ایسی عدالت یا ٹربیونل کا چیئرمین یا پریزائڈنگ افسر سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ کا حاضر سروس یا ریٹائرڈ جج ہوگا تو اس کا تقرر چیف جسٹس آف پاکستان یا متعلقہ ہائیکورٹ کے چیف جسٹس کی مشاورت سے جیسی بھی صورت ہو کیا جائے گا۔

(i) کمیٹی نے اعلیٰ عدلیہ کے ریٹائرڈ جج صاحبان کو ہدایت دی ہے کہ وہ آداب و شائستگی کے اعلیٰ معیار کو قائم رکھتے ہوئے از خود ایسے تمام عہدے چھوڑ دیں جو کہ ان کے مرتبے سے کم تر ہیں تا کہ نہ صرف عوام کے اندر ان کی عزت و احترام بحال ہو بلکہ عدلیہ کی آزادی کے اصول کو تقویت حاصل ہو۔

(ii) کمیٹی نے قومی عدالتی پالیسی ساز کمیٹی کے سیکرٹری کو ہدایت دی ہے کہ وہ سیکرٹری اسٹیبلشمنٹ ڈویژن اور صوبائی چیف سیکرٹری کو لکھیں کہ وہ ایسے تمام جج صاحبان کو اپنے عہدوں سے فارغ کردیں اور مستقبل میں ایسی تقرریاں عمل میں لانے سے اجتناب کریں۔

(iii) جوڈیشل افسران کی خالی آسامیوں کو پر کرنے کے حوالے سے عدالت ہائے عالیہ متعلقہ تعیناتی کے قواعد میں ترامیم کر کے عدالت عالیہ کو اس قابل بنائیں کہ وہ ہائی کورٹ سندھ کی طرف سے جاری کردہ فیصلے CP.No. D2404/2008 (رشیداے رضوی وغیرہ بنام صوبہ سندھ وغیرہ) کے رہنما اصولوں کی روشنی میں جوڈیشل افسران کی تعیناتی کے لیے ٹیسٹ / انٹرویو کا بندوبست کر سکیں۔

(iv) جوڈیشل افسران کی آسامیاں خالی نہیں رہنی چاہیے اور جتنا جلدی ممکن ہو سکے ان پر تقرریاں عمل میں لائی جائیں۔

(v) ججوں کی تقرری شفاف اور خالصتاً میرٹ پر ہونی چاہیں۔ اس سلسلے میں جوڈیشل افسران کے انتخاب سے متعلق کمیٹیاں احتیاط کے ساتھ ان ایماندار اور مضبوط قوت ارادی رکھنے والے جوڈیشل افسران میں سے تشکیل دی جائیں جو کہ ہر قسم کے بیرونی دباؤ کے سامنے مضبوطی سے کھڑے رہیں۔

(3) ریٹائرڈ جج صاحبان / جوڈیشل افسران کو خصوصی عدالتوں / ٹریبونلز کے جج تعینات کرنے کی بجائے ان آسامیوں پر عدالت عالیہ کے چیف جسٹس کے مشورے سے حاضر سروس جج صاحبان کا تقرر عمل میں لایا جائے۔

(4) عدالت ہائے عالیہ ٹرانسفر یا ڈیپوٹیشن پر حاضر سروس ججوں کی بطور خصوصی عدالتوں کے پریذائڈنگ افسران تقرری کے لیے سفارش کر سکتی ہیں۔ لیکن اگر یہ تقرری وکلاء میں سے کرنی مقصود ہو تو انتہائی اہل اور تجربہ کار وکلاء میں سے کی جائے۔

(5) وفاقی یا صوبائی حکومت کے انتظامی شعبوں میں حاضر سروس جج صاحبان کی ڈیپوٹیشن پر تقرری کو روک دیا جائے اور ایسے تمام جج صاحبان کو متعلقہ عدالت عالیہ میں واپس بھیج دیا جائے جہاں زیر التوا مقدمات کو جلدی نمٹانے کیلئے ان کی خدمات کی زیادہ ضرورت ہے۔ تاہم حاضر سروس جج صاحبان کی جوڈیشل اکیڈمیوں میں تعیناتی میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

(6) تمام خصوصی عدالتوں / ٹریبونلز کو، جو کہ انتظامیہ کے زیر انتظام کام کر رہے ہیں، عدلیہ کے دائرہ اختیار اور نگرانی میں دیا جائے اور ان کی تعیناتی متعلقہ عدالت عالیہ کے چیف جسٹس کی سفارش پر کی جائے۔

(i) خصوصی عدالتوں / ٹریبونلز پر مؤثر عدالتی کنٹرول کے لیے عدالت ہائے عالیہ کو اپیل دائرہ اختیار کے تحت ان کے فیصلوں کا تنقیدی نقطہ نظر سے جائزہ لینا چاہیے۔ خصوصی عدالتیں / ٹریبونلز جیسا کہ ریونیو کورٹس، لیبر کورٹ، کسٹمز کورٹس، بینکنگ کورٹس، اینٹی کرپشن کورٹس، این آئی آر سی، نشہ آور اشیاء سے متعلق خصوصی عدالتیں، ڈرگ کورٹس، عدالت برائے صارفین وفاقی اور صوبائی سروس ٹریبونلز، ماحولیاتی ٹریبونلز اور انکم ٹیکس اپیلٹ ٹریبونلز وغیرہ عدالتی امور سر انجام دے رہے ہیں لہٰذا ان عدالتوں کو متعلقہ عدالت ہائے عالیہ کے زیر نگرانی کام کرنا چاہیے اس سلسلے میں وفاقی و صوبائی حکومتوں کو خصوصی عدالتوں کے ججوں اور عملے کو متعلقہ عدالت ہائے عالیہ کے دائرہ اختیار میں لانے کے لیے متعلقہ قوانین میں ترمیم کرنی چاہیے۔

(ii) خصوصی عدالتوں / ٹریبونلز کے انتظامی عملے کی کارکردگی تسلی بخش نہیں ہے اور ان کے خلاف بدعنوانی کی شکایات ہیں لہٰذا عدالت ہائے عالیہ کے چیف جسٹس صاحبان رجسٹرار کے

ذریعے قومی جوڈیشل پالیسی کا نفاذ ان پر بھی یقینی بنائیں کیونکہ اس پالیسی کے مطابق عمل کرنا ایسی عدالتوں/ٹریبونلز پر بھی لازم ہے اور بدعنوانی کے خاتمے کے لیے اقدامات اٹھائیں۔

(iii) متعلقہ عدالت ہائے عالیہ خصوصی عدالتوں/ٹریبونلز کی کارکردگی کی نگرانی کریں گی۔

(iv) سروس ٹریبونلز کے ممبران قانونی شقوں کی تعبیر وتشریح کرتے ہوئے سروس اپیلوں کا فیصلہ کرتے ہیں۔ اس لئے ان ٹریبونلز میں بطور ممبر تعیناتی متعلقہ قوانین وقواعد میں مہارت رکھنے والے اور سروس معاملات کا منصفانہ طور پر فیصلہ کرنے کی اہلیت رکھنے والے افراد میں سے ہونی چاہیے۔ ایسے ٹریبونلز میں بطور ممبر تعیناتی کے لیے ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن ججوں کے ناموں پر بھی غور کیا جانا چاہیے۔

(7) مستقبل میں عدلیہ دوران انتخابات نگرانی کا کردار ادا کرنے سے اجتناب کریگی کیونکہ اس سے جوڈیشل افسران کو اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کی ادائیگی میں مشکلات پیش آتی ہیں اور بدعنوانی کی شکایات سے عدلیہ کے ادارے کا تشخص مجروح ہوتا ہے۔ عدلیہ کی نیک نامی انتخابات کے دوران مختلف گروپوں کے ذاتی مفادات کی وجہ سے داؤ پر لگ جاتی ہے۔ دوسری طرف اس سے عدالتوں کے فرائض منصبی پر برا اثر پڑتا ہے۔ علاوہ ازیں عام انتخابات کے انعقاد کے آرڈر ۲۰۰۲ء (The Conduct of General Elections Order, 2002)، عوامی نمائندگی کے قانون مجریہ ۱۹۷۶ (Representation of the Peoples Act, 1976) اور لوکل گورنمنٹ آرڈیننس ۲۰۰۱ (Local Government Ordinance, 2001) میں کوئی ایسی شق موجود نہیں ہے جسکی رو سے انتخابات کا انعقاد عدلیہ کی نگرانی میں کرانا ضروری ہو۔ اس لئے مستقبل میں عدلیہ انتخابات کے عمل سے بالکل الگ تھلگ رہے گی تاکہ وہ اپنی توجہ مقدمات کو نمٹانے پر مرکوز کر سکے۔ تاہم حکومت کیطرف سے درخواست موصول ہونے کی صورت میں قومی عدالتی پالیسی ساز کمیٹی اس بارے میں فیصلہ کریگی کہ انتخابات کے انعقاد میں حکومت کو کس حد تک اور کس نوعیت کی مدد کی ضرورت ہے۔ عدلیہ صرف انتخابات سے متعلق جھگڑوں/شکایات کو قانون کے مطابق مہیا کردہ طریقہ کار کے مطابق نمٹانے میں مدد دیگی۔

(ب) بداطواری (Misconduct)

(1) اعلیٰ عدلیہ کے جج صاحبان اس ضابطہء اخلاق کی پیروی کریں گے جو کہ ان کے لیے مقرر کیا گیا ہے اور وہ تمام ضروری اقدامات اٹھائیں گے جو کہ مقدمات کو مختصر وقت میں نمٹانے کیلئے ضروری ہیں۔ جیسا کہ ضابطہ اخلاق کے آرٹیکل 10 میں دیا گیا ہے کہ

"اپنی عدالتی ذمہ داریاں ادا کرتے وقت ایک جج مقدمے کا فیصلہ مختصر وقت میں کرنے کے لیے تمام ضروری اقدامات اٹھائے گا اور اپنی مؤثر کوششوں کے ذریعے ان تمام رکاوٹوں کو دور کرے گا جو کہ مقدمات کو جلد نمٹانے میں رکاوٹ کا باعث ہوں اور اپنے بہترین فیصلوں کے ذریعے مقدمات کا جلد تصفیہ کرتے ہوئے فریقین کے مسائل کو کم کرنے کیلئے ہر ممکن کوشش کرے گا۔ جو جج اس پہلو سے اپنی ذمہ داری کی ادائیگی میں لاپرواہی یا کوتاہی کا مرتکب ہو گا وہ فرض شناس نہیں ہو سکتا جو ایک سنگین فروگزاشت ہے"۔ پس متعلقہ عدالت عالیہ کے چیف جسٹس ضابطہء اخلاق کی خلاف ورزی بشمول مقدمات کو نمٹانے میں غیر ضروری تاخیر اور نااہلیت کے واقعات کی رپورٹ ضروری کاروائی کیلئے سپریم جوڈیشل کونسل کے چیئرمین کو بھجوائیں گے۔

> ایک جج کی سب سے اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ معاشرے کے سامنے عدلیہ کے ادارے کا ایک شفاف تصور پیش کرے۔ جج کا حلف آئین اور آئین کے تحت قانون کی مکمل تابعداری کا تقاضا کرتا ہے۔ ان اہم ذمہ داریوں کے علاوہ ایک جج پر آئین و قانون کی تعبیر و تنفیذ سے متعلق عائد ذمہ داریوں کا مقصد قانون کی حکمرانی ہے۔ ان اختیارات، فرائض منصبی اور ذمہ داریوں کا زندہ نمونہ ہونا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ اعلیٰ خصوصیات ذہانت اور بلند اخلاق کا پیکر ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ایسے رویوں سے متصف ہو جو ایک جج کو دوسرے بنی نوع انسانوں سے ممتاز کردے۔ اس لئے کمیٹی نے چیف جسٹس صاحبان سے مطالبہ کیا کہ وہ ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی کا معاملہ مناسب کاروائی کے لیے سپریم جوڈیشل کونسل کے سامنے پیش کریں۔

(2) عدالتوں میں صنفی حساسیت اور ہمدردی سے متعلق ضابطہء اخلاق ترتیب دینا جس پر عدالتی نظام سے منسلک تمام افراد خاص طور پر جج صاحبان، عدالتی عملہ اور وکلاء عمل پیرا رہیں گے۔

(ج) بدعنوانی کا خاتمہ Eradication of Corruption

(1) سندھ اور بلوچستان کی عدالت ہائے عالیہ پشاور کی جانب سے ماتحت عدلیہ کے لیے وضع کردہ ضابطہ اخلاق، جو کہ لاہور کی عدالت عالیہ نے پہلے ہی اپنایا ہوا ہے، کو اپنانے کیلئے غور کریں گی۔

(2) بدعنوان اور نااہل جوڈیشل آفسران و عدالتی عملے کے خلاف موجودہ تادیبی کاروائی کے نظام کو بہتر بنایا جائے گا۔ ہر عدالت عالیہ میں ایک سیل قائم کیا جائے گا جسے "عدلیہ سے بدعنوانی کے خاتمے" کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔ عدالت عالیہ کے چیف جسٹس کے زیر نگرانی ایسی شکایات مستند گواہی کے ساتھ سنی جائیں گی۔ ان شکایات کی نقول عدالت عظمیٰ پاکستان کے رجسٹرار کو بھی بھجوائی جائیں گی۔ جہاں تک عدالت عظمیٰ کے افسران / عملے کا تعلق ہے ان کے خلاف شکایات کی سماعت کیلئے قائم سیل کا انچارج ایک جج ہو گا۔

(3) ایسے جوڈیشل افسران/سٹاف کے خلاف کاروائی عمل میں لائی جائے گی جن کے بارے میں یہ رائے ہو کہ وہ بدعنوان ہیں اوران کا طرز زندگی ان کی جائز آمدنی کے مطابق نہ ہو۔

(i) ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن ججوں کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لیے عدالت عالیہ کا ایک جج مقرر کیا جائے گا جو کہ عدالتوں کا اچانک دورہ کرے گا۔

(i.a) جوڈیشل افسران پر پروبیشن کے دوران کڑی نظر رکھی جائے گی اور ان کی مستقلی کا فیصلہ کرتے وقت ان کی کارکردگی کو احتیاط سے جانچا جائے گا۔

(i.b) جوڈیشل افسر کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹ (ACRs) انتہائی احتیاط کے ساتھ تیار کی جائے گی اور عدالت عالیہ پورٹنگ افسر کی جانب سے جمع کرائی گئی رپورٹ کی تصدیق کیئے بغیر اس کو منسوخ نہیں کرے گا۔

(i.c) جج صاحبان/جوڈیشل افسران اپنے اوراپنے دستِ نگر اقرباء کے اثاثے تقرری کے وقت اور اس کے بعد سالانہ بنیادوں پر ظاہر کرنے کے پابند ہوں گے۔

(ii) عدالتی عملے، منشیوں/وکلاء کے کلرکوں اور دلالوں کی بدعنوانیوں اور بے ضابطگیوں کو روکنے کے لیے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کی سربراہی میں ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر پر مشتمل کمیٹی بنائی جائے گی جو کہ بدعنوان افسران کے خلاف موصول ہونے والی شکایات سنیں گے اور قانون کے تحت کاروائی عمل میں لائیں گے۔

(ii.a) جوڈیشل افسران بار ایسوسی ایشنز کے عہدیداروں کے تعاون سے دلالوں پر نظر رکھیں گے۔

(ii.b) بار کونسلز وکلاء کے بارے میں پیشہ ورانہ بداطوری پر مبنی شکایات کو جلدی نمٹانے کیلئے اقدامات اٹھائیں گے اور ایسے عناصر سے بار کو پاک کیا جائے جو کہ بار کے لیے بدنامی کا باعث بنتے ہیں اور ایسے عناصر کی حوصلہ شکنی کے لیے تمام ممکنہ اقدامات بروئے کار لائیں گے۔

(ii.c) عدالتی افسران و عدالتی عملے کے خلاف شکایات درج کروانے کیلئے شکایات کنندگان کی سہولت کیلئے ہر ضلعی عدالت میں شکایات باکس رکھا جائے گا اور ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج اسکی براہ راست نگرانی کرتے ہوئے مستند شکایات پر مناسب کاروائی کرے گا۔

(ii.d) صرف مستند گواہی پر مبنی شکایات کاروائی کے لیے زیرِ غور لائی جائیں گی اور غلط الزام پر مبنی شکایات کی صورت میں شکایت کنندہ کے خلاف عدلیہ کو بدنام کرنے کے جرم میں کاروائی کی

جائے گی۔

(ii.e) بدعنوانی کے خاتمے کے لیے نگرانی کے نظام کو بہتر بنانے کے لیے عدالتوں کے احاطے میں کلوز سرکٹ ٹیلی ویژن کیمرے نصب کیئے جائیں گے۔

(ii.f) بدعنوانی اور بے ضابطگیوں کے خاتمہ کے لیے جاری کردہ احکامات عدالت کے احاطے میں چسپاں کیئے جائیں گے۔

(iii) صوبوں کے چیف سیکرٹریز صوبہ پنجاب کی طرز پر ریونیو ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لیے اقدامات بروئے کار لائیں گے۔

(iv) ریونیو ڈیپارٹمنٹس کے متعلقہ سیکرٹریز بدعنوانی کو ختم کرنے اور ان اداروں اور انکے عملے کے کام کو منظم کرنے کیلیئے تین مہینے کے اندر مؤثر پالیسی مرتب کریں گے اور اسے نیشنل جوڈیشل پالیسی میکنگ کمیٹی کے اجلاس میں غور وغوض کیلیئے متعلقہ عدالت عالیہ کے چیف جسٹس کو بھجوائیں گے۔

(v) عوام میں آگاہی مہمات کے ذریعے اور ورکشاپوں تربیتی پروگرامات اور سیمیناروں کے انعقاد کے ذریعے سول سوسائٹی کو بااختیار بنا کر بدعنوانی کا مکمل خاتمہ کیا جائے گا۔

(4) اقرباء پروری، جانبداری اور بدعنوانی وغیرہ کی لعنت پر قابو پانے کیلیئے عدالت عالیہ میں تعینات ممبران انسپکشن ٹیم (MITs) بدعنوانی وغیرہ کے واقعات کا سراغ لگانے کیلیئے جوڈیشل افسران کے فیصلوں کا جائزہ لیں گے۔ ممبران انسپکشن ٹیم (MITs) ماتحت عدلیہ کے تمام جوڈیشل افسران سے فیصلوں کی نقول بشمول حکمنامہ ضمانت/ التواء (Stay) جائزے کیلیئے منگوا سکتے ہیں۔

(4-الف) عدالت ہائے اپیل کے ذریعے عدالتی فیصلوں کی جانچ پڑتال کے نظام کو یقینی بنایا جائے گا۔

(5) چیف جسٹس صاحبان/عدالتِ عالیہ کے جج صاحبان ماتحت عدلیہ کے کام کی نگرانی کے لیے اچانک دورے کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہر ضلع / ڈویژن کیلیئے عدالتِ عالیہ کے جج صاحبان کی باری باری ذمہ داری لگائی جا سکتی ہے۔

(6) ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان بھی اپنے ماتحت ججوں کی بدعنوانی/بداطواری کی رپورٹ دیں گے۔

(7) جج آرڈر شیٹ، حکم درمیانی (interlocutory order) خود لکھیں گے اور درخواستوں کا اندراج کریں گے۔

(7-الف) غلط بیان حلفی پیش کرنے کے مواقع کو کم کرنے کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات اُٹھائے جائیں گے۔

(i) عدالت ہائے عالیہ کلوز سرکٹ ٹیلی ویژن کیمرے نصب کریں گی اور ان کے ذریعے قصوروار شخص کی تصویر قبضے میں لے کے فائل کے ساتھ بطور ثبوت منسلک کریں گی۔

(ii) ہدایات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پکڑے جانے والے افراد کے خلاف متعلقہ انضباطی قواعد کے تحت کاروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(iii) اسٹامپ فروش اسٹامپ فروخت کرتے وقت خریدار کی مکمل چھان بین کو یقینی بنائیں گے اور تمام حلف نامے اوتھ کمیشنر/عدالتوں کے مجاز افسر شناخت کا ثبوت دینے کے بعد تصدیق کریں گے۔

(8) ایسے جوڈیشل افسران وعدالتی عملہ جو کہ بدعنوانی میں ملوث ہوں ان کے خلاف قانون کی متعلقہ دفعات کے تحت فوجداری مقدمات درج کئے جائیں گے۔

(9) بدعنوان جوڈیشل افسران کو او۔ایس۔ڈی بنایا جائے گا اور صرف تنخواہ کی حد تک اپنی اسامیوں پر رکھا جائے گا اور ان کے خلاف انضباطی کاروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(10) کوئی بھی جوڈیشل افسر وعملہ آبائی ضلع میں تعینات نہیں کیا جائے گا اور جو افسران 3 سال سے زائد ایک ہی ضلع میں تعینات رہے ہوں ان کا تبادلہ کسی دوسرے ضلع میں کر دیا جائے گا۔

ایک ہی اسٹیشن پر تین سال مکمل ہونے سے پہلے جوڈیشل افسر کا تبادلہ نہیں کیا جائے گا الا یہ کہ یہ تبادلہ عوام کے مفاد میں ہو یا ادارہ اس کے جلدی تبادلے یا تعیناتی کا مطالبہ کر رہا ہو۔

(10۔الف) ججوں کی ایسی جگہوں پر تعیناتی نہیں کی جائے گی جہاں پر ان کے رشتے دار وکلاء پریکٹس کر رہے ہوں۔

(10۔ب) دشوار گزار علاقوں میں ججز کا تبادلہ متناسب انداز میں باری باری ہونا چاہیئے۔

(11) جو نائب کورٹ تین ماہ تک کسی عدالت کے ساتھ کام کر چکے ہوں انہیں دوسری عدالت میں بھیجنے کے بجائے اپنے محکمے میں واپس بھیج دیا جائے گا۔

(12) وکلاء کے خلاف بدعنوانی اور پیشہ ورانہ بداطواری سے متعلق عدالت عالیہ کے چیف جسٹس کو دی گئی شکایات ضروری کاروائی کے لیے بار کونسل کے پاس بھجوائی جائیں گی۔ بار کونسل ان شکایات پر فوری کاروائی عمل میں لاتے ہوئے اس کے بارے میں متعلقہ عدالت عالیہ کے رجسٹرار کو مطلع کرے گی۔

(i) سینئر وکلاء کو چاہیے کہ وہ ضلعی عدالتوں کے سامنے مقدمات میں وکلاء کی حاضری کو یقینی بنانے کے لیے اپنے دفاتر کو لاء فرم کے طور پر منظم کریں جہاں پر وہ اپنے جونیئر وکلاء کی تربیت کریں اور خود مختار حیثیت میں عدالتوں میں پیش کرنے کیلئے کیس انکے حوالے کریں۔ جونیئر وکلاء کو خود کیس تیار کرنے اور عدالت کے سامنے پیش کرنے پر انکی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔ اس

سے سینئر وکلاء کے میسر نہ ہونے یا اعلیٰ عدالتوں میں مصروفیت کی وجہ سے مسلسل التوائیں لینے سے مقدمات میں تاخیر میں کمی آئے گی۔

(ii) سینئر وکلاء عدالتوں میں پیش ہونے کے حوالے سے اپنے لیے کچھ معیارات ترتیب دیں اور وہ ضلعی سطح پر ہر عدالت میں پیش نہ ہوں۔

(iii) وکلاء اپنی ذمہ داریوں کو پہچانیں اور عدالت میں اپنے مقدمات پیش کرنے کے دوران عدالت کی معاونت کے لیے اپنی بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کریں تاکہ ان کی کوششوں سے مقدمات نمٹانے میں آسانی ہو۔

(iv) وکلاء حالات کا احساس کرتے ہوئے التوائیں لینے اور تاخیری حربے استعمال کرتے ہوئے مقدمات کو طول دینے کی روایت کو ختم کریں۔ مقدمات میں التوائیں لینے کی حد مقرر ہونی چاہیے۔ اگر جوڈیشل افسران اس نتیجے پر پہنچیں کہ وکیل صرف مقدمے کو طول دینے کے لیے تاریخیں لے رہا ہے تو ایسی صورت میں اس کی استدعا مسترد کی جانی چاہیے۔

(v) وکلاء کو ایسے مقدمے میں اپنی خدمات پیش کرنے سے احتراز کرنا چاہیے جس میں کوئی دوسرا وکیل پہلے سے بطور وکیل اپنی خدمات پیش کر چکا ہو کیونکہ ایسا عمل انصاف میں رکاوٹ کا باعث بن سکتا ہے۔

(12۔الف) جو وکلاء اعلیٰ عدالتوں کے جج رہے ہیں وہ لوگوں کو بطور موکل مائل کرنے کے لیے اپنے نام کے ساتھ اپنا سابقہ عہدہ سابقے یا لاحقے کے طور پر استعمال کرتے ہیں جیسے ریٹائرڈ جج، سابق جج، سابق اٹارنی جنرل وغیرہ۔ یہ عمل پیشہ قانون اور بار کونسلز کے قواعد مجریہ ۱۹۷۶ء (Pakistan legal Practitioners Bar Councils Rules 1976) کے قاعدہ ۱۷۴ الف کے تحت ممنوع ہے۔ اس حوالے سے بار کونسلز کی ذمہ داری ہے کہ وہ سابقہ عہدوں کے استعمال کے عمل کا خاتمہ کرنے کے لیے اقدامات بروئے کار لائیں۔

کچھ جج صاحبان جو ترقی پا کر عدالت عالیہ کے جج بنے تھے لیکن کنفرم نہیں ہوئے تھے یا وہ عدالت عظمیٰ کے ۳۱ جولائی کے فیصلے کے نتیجے میں اپنے عہدوں سے برطرف کیے گئے تھے وہ ریٹائرڈ جسٹس کے الفاظ سابقے یا لاحقے کے طور پر استعمال کرتے ہیں جو کہ صریحاً خلاف قانون ہے لہٰذا انہیں ایسے الفاظ کے استعمال سے گریز کرنا چاہیے۔ قومی عدالتی پالیسی ساز کمیٹی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا سے درخواست کرتی ہے کہ وہ ایسے افراد کے نام کا حوالہ دیتے وقت انتہائی احتیاط کا مظاہرہ کریں۔

(12۔ب) کچھ وکلاء جو اعلیٰ عدالتوں کے جج رہے ہیں قانون نافذ کرنے والے اداروں کو گمراہ کرنے کیلئے اپنے سابقہ آفس کا جھنڈا،

علامت یا امتیازی نشان کا استعمال کرتے ہیں یا اعلیٰ عدلیہ کے ایک جج کا پروٹوکول حاصل کر رہے ہیں جو کہ قانون اور اخلاقی اقدار کے خلاف ہے۔ لہذا ایسے لوگوں کے خلاف پیشہ قانون اور بار کونسلز کے قواعد مجریہ ۱۹۷۶ کے تحت کاروائی عمل میں لاتے ہوئے ڈسٹرکٹ پولیس افسر ایسے ریٹائرڈ ججوں کے خلاف کاروائی کرے۔

(13) ایماندار، اہل اور محنتی جوڈیشل افسران کو تنخواہوں میں ایڈوانس انکریمنٹ اور انکی مرضی کے اسٹیشن پر تعیناتی وغیرہ کی صورت میں ترغیبات دینی چاہیں۔

(13-الف) عدالت ہائے عالیہ کو چاہیے کہ وہ جوڈیشل افسران کو ان کی اچھی کارکردگی اور پالیسی کے مقررہ اہداف حاصل کرنے پر ایڈوانس انکریمنٹ / نقد انعامات کے کی صورت میں ترغیبات دیں۔

(13-ب) اہل جوڈیشل افسران کو تعلیمی قابلیت بڑھانے کے لئے مواقع فراہم کرنے چاہئیں۔

د) مقدمات کا جلد تصفیہ

مختصر مدتی اقدامات

I. فوجداری مقدمات (Criminal Cases)

(1) قابل ضمانت مقدمات میں ضمانت پر رہائی ملزم کا قانونی حق ہے، اس لئے عدالت جس میں ملزم پیش ہو یا پیش کیا جائے ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۴۹۶ کے تحت ضمانتی مچلکے جمع کرنے پر فوری طور پر اسے ضمانت پر رہا کرے گی۔

(2) ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۴۹۷ کے تحت دی ہوئی درخواست ضمانت، جس کے ساتھ وکیل سے تصدیق شدہ ایف آئی آر کی فوٹو کاپی منسلک ہو، قبول کی جائے گی اور عدالت از خود بذریعہ نائب کورٹ مقدمہ کا ریکارڈ طلب کرے گی۔

(3) ضمانت کے معاملات میں، سرکار کو ریکارڈ مہیا کرنے کیلئے دیا ہوا نوٹس ۳ دن سے زائد نہ ہوگا اور تمام صوبائی پولیس افسران/ انسپکٹر جنرل پولیس متعلقہ افسران کو مستقل ہدایات جاری کریں گے کہ وہ بغیر تاخیر کے ریکارڈ کی فراہمی کو یقینی بنائیں۔

(4) ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۴۹۷ کے تحت درخواست ضمانت پر مجسٹریٹ ۳ دنوں کے اندر، سیشن جج 5 دنوں کے اندر اور عدالت عالیہ ۷ دنوں کے اندر فیصلہ کرے گی۔

(i) ایسی خواتین جن کے شیر خوار بچے ہوں ان کی ضمانت کی درخواستوں کا فیصلہ کرتے وقت عدالتیں عدالت عظمیٰ کے فیصلے (1996 SCMR 973) میں دیئے ہوئے رہنما اصولوں کو مدنظر رکھیں۔

(i-a) صوبائی حکومتیں ماؤں کے ساتھ جیل میں قید بچوں کی بہبود اور تعلیم کے لیے فوری اقدامات کریں تا کہ انہیں معاشرے کا فعال رکن بنانے کے ساتھ ساتھ قانون پر عمل کرنے والا شہری

بنایا جاسکے۔

(ii) جیلوں میں اژدہام کے مسئلہ پر قابو پانے کیلئے عدالت کو ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۴۹۷ کے تحت اپنے اختیارات استعمال کرنے چاہیں جس میں ضمانت پر رہائی کے اصولوں کے ساتھ ساتھ اس اصول کو مدنظر رکھا جائے کہ ایسے جرائم جن میں ضمانت پر رہا کرنا منع نہیں ہے ان میں ضمانت پر رہا کرنا اصول اور ضمانت سے انکار مستثنیات میں سے ہے۔

(iii) ضمانت کے مسترد ہونے کی صورت میں عدالت کو مقدمہ کا فیصلہ کرنے کیلئے تمام ممکنہ اقدامات کرنے چاہئیں تا کہ عدالت عالیہ میں درخواست ضمانت کی دائری کے مواقع کم ہو سکیں۔ تاہم اگر ملزم اعلیٰ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا چاہتا ہو تو مقدمے کی پیروی کرنے والی عدالت اسے متعلقہ تمام کاغذات کی مصدقہ نقول فراہم کرے گی تا کہ اعلیٰ عدالت کیلئے اصل ریکارڈ طلب کرنے کے مواقع کم کئے جا سکیں جو کہ مقدمہ کے فیصلہ میں ایک رکاوٹ ہے۔

(5) ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۴۹۷ کی ذیلی دفعہ (۵) کے تحت منسوخی ضمانت کیلئے دائر درخواست پر عدالت بشمول عدالت عالیہ پندرہ دنوں کے اندر فیصلہ کرے گی۔

ضمانت دینا یا نہ دینا عدالت کی صوابدید پر ہے اور یہ اختیار فراست سے استعمال ہونا چاہیے اور اگر ایک دفعہ ضمانت دے دی گئی ہو تو پھر ملزم کو اپنے دفاع کا موقع دیئے بغیر اسے واپس نہیں لینا چاہیئے۔

(6) فوجداری مقدمات میں پولیس / تفتیشی ایجنسی کی ذمہ داری ہے کہ وہ چالان (پولیس رپورٹ) ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۷۳ کے مطابق ۱۴ دنوں میں پیش کرے۔ تفتیش مکمل نہ ہونے کی صورت میں عبوری رپورٹ پیش کی جائے گی اور ایسے مقدمات میں عدالت 15 دنوں سے زائد ریمانڈ نہیں دے گی۔

استغاثہ کو عدالت عظمیٰ کے فیصلے حکیم ممتاز احمد وغیرہ بنام ریاست (PLD 2002 SC 590) کے احکامات پر سختی سے عمل درآمد کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ آئندہ چالان مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 173 کی ذیلی دفعہ (1) میں دی ہوئی مدت یعنی 14 دن کے اندر جمع کرایا جائے اور ناکام ہونے کی صورت میں متعلقہ افسر کے خلاف کاروائی کی جائے۔

(7) قانون میں دی ہوئی مدت کے اندر تفتیش مکمل نہ کرنا اور چالان پیش نہ کرنا مقدمات کے تصفیہ میں تاخیر کی بڑی وجہ ہیں۔ چونکہ پولیس انصاف کی فراہمی میں اہم کردار ادا کرتی ہے اس لئے ضلعی پولیس افسران سے کہا جائے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ پولیس مقررہ ۱۴ دنوں کے اندر تفتیش مکمل کر کے چالان عدالت میں پیش کرے۔ ان سے یہ بھی کہا جائے کہ جو ایس۔ ایچ۔ او قانون

میں دیئے ہوئے احکام پر عمل کرنے میں ناکام رہے گا اس کو پولیس آرڈر کے مطابق نا اہل افسر تصور کیا جائے گا اور عدالت بھی اس کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۶۶ کے تحت شکایت درج کرے گی۔ ضلعی پولیس افسران ان مقدمات کی فہرست بھی ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کے سامنے برائے معائنہ وضروری احکام پیش کریں گے جن میں چالان تفتیش مکمل نہ ہونے کی وجہ سے زیر التواء ہیں۔

(7۔الف) تمام فوجداری عدالتوں میں ایک رجسٹر قائم رکھا جائے گا جس میں ابتدائی اطلاعی رپورٹ، حراست میں لیئے گئے ملزمان اور چالان جمع کرانے کی مقررہ تاریخ سے متعلق تفصیلات درج کی جائیں گی۔ تا کہ پریزائڈنگ افسر اس قابل ہو سکے کہ وہ چالان جمع کرانے کے لیے تفتیشی ایجنسیوں کا پیچھا کر سکے۔

(7۔الف۔الف) مقدمے کا چالان پوری تیاری اور اس بات کو یقینی بنانے کے بعد جمع کرانا چاہیے کہ تمام گواہ جب اور جیسے عدالت چاہے گی پیش کیئے جائیں گے۔

(7۔ب) استغاثہ اور تفتیشی اداروں کو مضبوط بنایا جائے تا کہ فوجداری مقدمات کا قانون کے مطابق جلد تصفیہ کیا جا سکے۔

(7۔ج) پراسیکیوٹرز، تفتیش کاروں اور قانون نافذ کرنے والے افسران کی تربیت منظم انداز سے اسطرح کی جائے تا کہ انہیں فرانزک کی جانچ پڑتال اور تفتیش کے تکنیک کے جدید طریقوں کے بارے میں آگاہ کیا جا سکے۔

(i) تحقیقاتی اداروں اور پراسیکوشن کے درمیان مواصلاتی نظام کو بہتر بنایا جائے تا کہ مقدمات کی جانچ پڑتال میں کم سے کم وقت صرف ہو۔

(ii) پراسیکیوٹرز اس بات کو یقینی بنائیں کہ مقدمات انتہائی احتیاط کے ساتھ چلائے جا رہے ہیں اور ناقص تحقیقات کے واقعات متعلقہ قوانین کے تحت کاروائی کیلیئے متعلقہ حکام کو بھجوائے جائیں۔

(iii) شعبہ استغاثہ کے زیر انتظام ایک آزاد پراسیکیوشن ایجنسی کا قیام عمل میں لایا جائے جیسا کہ صوبہ پنجاب میں فوجداری استغاثہ کی پیروی کے قیام، فرائض اور اختیارات کے قانون مجریہ ۲۰۰۶ کے تحت دیا ہوا ہے۔

(iv) تفتیشی افسران کی تعداد میں اضافہ کیا جائے تا کہ مناسب تعداد میں اتنے مقدمات تفتیشی افسر کو تفویض کیئے جائیں جنکا وہ انتظام کر سکے۔

(v) استغاثہ کی طرف سے اُٹھائے گئے اعتراضات پولیس کم سے کم وقت کے دوران دور کرے۔

(7۔و) انصاف کی فراہمی کے عمل میں رکاوٹ بننے والے عوامل کو دور کرنے کے لیے کریمینل جسٹس کوارڈینیشن کمیٹیوں کے اجلاس باقاعدگی سے بلائیں جائیں گے۔

(8) کوئی جج ملزم کی غیر موجودگی میں ریمانڈ نہیں دے گا اور ریمانڈ دیتے وقت مجموعہ ضابطہ فوجداری کی متعلقہ دفعات اور مقدمہ

حکیم ممتاز (PLD 2002 SC 590) میں تصریح شدہ اصول کو مدنظر رکھے گا۔

(i) ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان باقاعدگی سے ہر ماہ جیل کا دورہ کریں گے اور قیدیوں کی شکایات سننے کے بعد ان کے مسائل کے حل کے لیے احکامات جاری کریں گے اور معمولی جرائم میں ملوث قیدیوں کو رہا کریں گے۔

(ii) جوڈیشل افسران جیلوں کے معائنے کے دوران اس بات کو یقینی بنائیں کہ مقدمات کا فیصلہ پراسیکیوٹرز اور وکلائے صفائی کی موجودگی میں کیا جائے۔متبادل طور پر ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان معمولی جرائم میں ملوث قیدیوں کی فہرست چالان کے ساتھ منگواسکتا ہے تاکہ ان کے مقدمات تصفیہ کے لیے کسی مجسٹریٹ کو تفویض کیے جاسکیں۔

(8-الف) ہر ضلع میں کم ازکم ایک جوڈیشل مجسٹریٹ کو نامزد کیا جائے گا تاکہ وہ جیل کا دورہ کر کے ان قیدیوں کو جوڈیشل ریمانڈ دے جنہیں ہڑتالوں یا امن وامان کی خراب صورتحال کے پیش نظر عدالت کے سامنے پیش نہیں کیا جاسکا ہے۔

(9) ایسے فوجداری مقدمات جن کا اندراج یکم جنوری ۲۰۰۹ء کے بعد ہوا ہے اور ان میں ۷ سال تک سزا دی جاسکتی ہے ان کو بھی خصوصی اہمیت دیتے ہوئے ۶ ماہ کے اندر نمٹایا جائے گا۔

نئے دائر ہونے والے مقدمات کا مقررہ مدت کے اندر فیصلہ کرنے اور ان کے التواء کو روکنے میں عملی مشکلات پیش آسکتی ہیں لیکن اس پر قابو پانے کیلئے کام کے دباؤ کے پیش نظر عدالت کے اوقات کار بڑھا کر اس مسئلے کو حل کیا جاسکتا ہے۔اس زائد وقت کو فیصلہ لکھنے، فردِ جرم عائد کرنے اور دیگر متفرق امور کو نمٹانے کیلئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

(9-الف) پرانے مقدمات کا فیصلہ کرنے میں فوقیت کے لحاظ سے حسب ذیل درجہ بندی کو مدنظر رکھا جائے گا۔

الف) پرانے مقدمات کی پہلی درجہ بندی:۔

(i) ۲۰۰۰ء تک کے مقدمات پرانے ترین مقدمات شمار ہونگے۔

(ii) ۲۰۰۱ء سے ۲۰۰۵ء تک کے مقدمات پرانے تر مقدمات شمار ہونگے۔

(iii) ۲۰۰۶ء سے ۳۱ دسمبر ۲۰۰۸ء تک کے مقدمات پرانے مقدمات شمار ہونگے۔

ب) پرانے مقدمات کی دوسری درجہ بندی:۔

یکم جنوری ۲۰۰۹ء سے ۲۱ فروری ۲۰۱۱ تک کے مقدمات۔

(10) ایسے فوجداری مقدمات جن میں ۷ سال سے زائد سزائے قید بشمول سزائے موت ہو سکتی ہے، ان کا فیصلہ ایک سال کے اندر

کیا جائے گا۔

ملزم کیلئے عدالتی کاروائی کو یقینی طور پر منصفانہ بنانے کی خاطر مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء کے باب بیس(XX) اور بائیس(XXII) الف میں مجسٹریٹ اور سیشن جج کی عدالت میں مقدمات کی پیروی کیلئے تفصیلی ضابطہ دیا ہوا ہے۔ چونکہ اس ضابطے کی پیروی میں زیادہ وقت لگ سکتا ہے اس لئے عدالتی کاروائی کو جلد پایہ تکمیل تک پہنچانے اور تاخیر کو کم کرنے کیلئے درج ذیل اقدامات اٹھانے چاہئیں۔

(الف)۔ چالان کی وصولی پر عدالت فوری طور پر مقدمے کی سماعت کیلئے تاریخ مقرر کرے گی اور پروڈکشن وارنٹ/نوٹس جاری کرے گی۔

(ب)۔ جب ملزم کو عدالت میں لایا جائے یا حاضر ہو تو اس کو ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۲۴۱ اور ۲۶۵ کے تحت متعلقہ بیانات اور کاغذات کی کاپیاں دی جائیں گی اور ہدایت کی جائے گی کہ مقدمے کی سماعت کیلئے آئندہ تاریخ پیشی پر وہ اپنے وکیل کی حاضری کو یقینی بنائے۔

(ج)۔ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۷۳ کے تحت متعلقہ ایس۔ایچ۔او/تفتیشی افسر کی ذمہ داری ہے کہ وہ گواہان اور مال مقدمہ کو مقدمے کی سماعت کے دوران عدالت میں پیش کرے۔اس لئے عدالت ایس۔ایچ۔او/تفتیشی افسر کو مقررہ تاریخ پر شہادت کی پیشی کیلئے پابند کرنے کیلئے تمام ضروری اقدامات عمل میں لائے گی۔

(د)۔ گواہوں کی پیشی کو یقینی بنانے کیلئے تفتیشی افسران عدالت/پراسیکیوٹر کو بروقت کاروائی کیلئے ٹیلیفون نمبر، موبائل نمبر اور ای میل ایڈریس مہیا کریں گے۔

(ڈ)۔ گواہان اور مال مقدمہ کو پہلی تاریخ پیشی پر پیش کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔

(ذ)۔ اگر کوئی مقدمہ نہ بنتا ہو یا ملزم کو سزا ہونے کا کوئی امکان نہ ہو تو اسے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 249 الف یا دفعہ 265 کے تحت، جیسی بھی صورت ہو، الزام سے بری کیا جائے گا۔

(ر)۔ عدالت غیر ضروری تاریخ برائے پیشی نہیں دے گی اور اگر ممکن ہو تو روزانہ کی بنیاد پر مقدمہ کی سماعت کرے گی۔

(ڑ)۔ عدالت احتیاط کرے گی کہ صرف متعلقہ اور قابل قبول شہادت ریکارڈ کی جائے۔

(ز)۔ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان جیل کے حکام سے میٹنگ کر کے زیر التوا مقدمات میں ماخوذ قیدیوں کی مقررہ تاریخ پر پیشی کو یقینی بنائیں گے تا کہ ان کی عدم پیشی کی صورت میں غیر ضروری تاخیر سے بچا جا سکے۔

(س)۔ عدالتی کاروائی میں ارادتاً تاخیر کرنے والے فریقوں اور گواہوں کے خلاف عدالت سخت کاروائی عمل میں لائے گی۔

(ش)۔ مقدمات کے فیصلے ٹھوس بنیادوں پر اور سوچ سمجھ کر کرنے چاہئیں تا کہ نہ صرف تنازعات حل ہوں بلکہ آئندہ کی مقدمہ بازی کے امکانات بھی کم ہو سکیں۔

(ف)۔ فوجداری مقدمات میں تاخیر عموماً شعبہ انصاف سے منسلک افراد مثلاً وکلاء، پولیس اور جیل حکام کے عدم تعاون کی بنا پر ہوتا ہے۔ اس لئے عدالتیں اس بات کو یقینی بنائیں کہ مذکورہ افراد فیصلوں میں تاخیر کو کم کرنے اور عدالتی کاروائی میں تیزی لانے کیلئے اپنی قانونی ذمہ داریاں پوری کریں۔

(11) ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۰۷ و ۱۵۱ کے تحت حفاظتی حراست کے مقدمات کا فیصلہ مذکورہ ضابطے کی دفعات ۱۱۲، ۱۱۷ اور ۱۱۸ میں دیئے ہوئے طریقہ کار کو اختیار کرتے ہوئے جتنا جلدی ممکن ہو سکے کیا جائے گا۔

(12) ریمانڈ/مقدمے کی پیروی کیلئے ملزم کو عدالت کے سامنے پیش کرنا اس کا قانونی حق ہے اس لئے ملزم کی عدالت میں پیشی کو یقینی بنانے کیلئے سیشن جج صاحبان جیل حکام سے رجوع کریں۔ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان اس بات کی بھی نگرانی کریں کہ ریمانڈ دیتے وقت تمام قانونی لوازمات پورے کئے گئے ہیں۔

(i) عدالت ہائے عالیہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ قیدیوں کو عدالت کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے اور ان ہدایات کی خلاف ورزی کو سنجیدگی سے لیا جائے۔

(i a) سماعت کے دوران قیدیوں/ گواہان اور دوسری متعلقہ شہادتیں عدالت کے سامنے پیش کرنا استغاثہ/ تفتیشی ایجنسی کی ذمہ داری ہے اسلئے متعلقہ حکام اپنی ذمہ داریاں نبھانے میں غفلت برتنے سے احتراز کریں۔

(ii) استغاثہ مقدمے کی سماعت کے دن گواہان کی حاضری کو یقینی بنائیں اور عدالت بھی ضرور اس بات کو یقینی بنائے کہ کوئی گواہ بغیر شہادت دیئے اور کوئی قیدی مقدمے میں کسی پیش رفت کے بغیر نہیں لوٹا ہے۔

(iii) ٹرائل کورٹ غیر ضروری التوائیں نہیں دے گی خصوصاً استغاثے کے گواہان کے پیش کیئے جانے میں ناکامی کی صورت میں پولیس افسر یا تفتیشی افسر جان بوجھ کر مقدمے کو طول دینے کی کوشش کرے گا تو ٹرائل کورٹ معاملہ ضروری کاروائی کیلئے متعلقہ پولیس تھانے کے انچارج کو رپورٹ کرے گا اور اگر معلوم ہو کہ ایسی شکایت پر متعلقہ اہلکار کے خلاف کاروائی عمل میں نہیں لائی گئی ہے تو مقدمے کو منطقی انجام تک پہنچانے میں رکاوٹ بننے والے ایسے پولیس افسر کے خلاف توہین عدالت کی کاروائی کے آغاز کے لیے معاملہ رجسٹرار کے ذریعے چیف جسٹس کے نوٹس میں لایا جائے گا تاکہ کسی معقول وجہ کے بغیر التوائیں لینے کے رجحان کی حوصلہ شکنی کیلئے رجسٹرار ہائی کورٹ، انسپکٹر جنرل پولیس، پراسیکیوٹر جنرل اور ایڈووکیٹ جنرل کا اجلاس بلائے گا تاکہ فوجداری مقدمات کے جلد تصفیہ کیلئے یکساں پالیسی وضع کی جائے۔

(iv) موزوں صورتوں میں پولیس کے خلاف موصول ہونے والی شکایات اگر اختیارات کے بے جا استعمال، تفتیش میں بددیانتی، غفلت اور نااہلی سے متعلق ہوں تو ایسے پولیس افسران کے خلاف انضباطی کاروائی کیلئے معاملہ پولیس کمپلینٹ اتھارٹی اور ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی کمیشن کو رپورٹ کیا جائے گا۔

(v) اگر ٹرائل کورٹ اس نتیجے پر پہنچے کہ پولیس جان بوجھ کر عدالت یا کسی ایسی دوسری اتھارٹی / حکام کے سامنے مقدمہ پیش کرنے میں تاخیر کا سبب بنی ہے جسکے سامنے زیر حراست فرد کو قانوناً پیش کرنے کی پابندی تھی تو ایسی صورت میں ذمہ دار شخص کے خلاف ضروری کاروائی عمل میں لائی جائے گی اور سزایاب ہونے پر ایسا شخص پولیس آرڈر کے آرٹیکل ۱۵۷ کے تحت ایک سال قید بامشقت یا جرمانے کی سزا کا بھی مستوجب ہوگا۔

(vi) صوبائی پولیس افسر / انسپکٹر جنرل پولیس کے دفتر میں ایک آدمی کی تقرری صرف اس مقصد کے لیے کی جائے گی کہ وہ فوجداری مقدمات سے متعلق عدالتی احکامات عدالت سے وصول کر کے عملدرآمد کیلئے متعلقہ اداروں تک پہنچائے۔ بالخصوص مقررہ تاریخ پر ریکارڈ اور حوالاتی قیدیوں کو پیش کرنے کے حوالے سے عدالتی احکامات عمل درآمد کے لیے بھجوائے۔

(vii) ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۶۷ کی ذیلی دفعہ (۳) کی رو سے پولیس کو ریمانڈ دیتے وقت ریکارڈ کی جانچ پڑتال کے بعد اس کی وجوہات ریکارڈ کی جائیں گی اور کسی بھی صورت میں ملزم کو ریمانڈ دے کر پولیس کے حوالے نہیں کیا جائے گا جب تک اس بات کا یقین نہ ہو جائے کہ تفتیش کی تکمیل سے متعلق کسی مخصوص مقصد کیلئے اس کی موجودگی ضروری ہے۔ مزید برآں ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۶۷ کی ذیلی دفعہ (۴) کے تحت مجسٹریٹ کی ذمہ داری ہے کہ وہ ریمانڈ کے حکم کی وجوہات کی ایک نقل سیشن جج کو مہیا کرے۔ ان احکام پر سختی سے عملدرآمد، ماتحت مجسٹریٹوں کے امور کی نگرانی کے سلسلے میں سیشن جج صاحبان کیلئے مددگار ثابت ہوگا۔

(viii) ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۳۴۴ عدالت کو اختیار دیتی ہے کہ وہ عدالت کی کاروائی کو موخر/ملتوی کر کے ملزم کو ۱۵ دن تک عدالتی تحویل میں دیدے۔ تاہم ملزم کی غیر موجودگی میں روبکار پر معمول کے طور پر عدالتی ریمانڈ دینا قانون کی خلاف ورزی ہے۔ اس لئے آئندہ تاریخ پیشی اس وقت تک نہیں دی جائے گی جب تک انصاف کی خاطر اس کی اشد ضرورت نہ ہو یا انسانی اختیار سے ماوراء کوئی دیگر وجوہات موجود نہ ہوں۔

(12۔الف) فوجداری مقدمات نمٹانے میں تاخیر کی سب سے بڑی وجہ امن و امان کی خراب صورتحال کے باعث حوالاتی قیدیوں کی اکثر عدالت میں پیش نہ کرنا ہے۔ ہر عدالت عالیہ اپنے وسائل سے ایسے قیدیوں کا بیان ریکارڈ کرنے کے لیے کم از کم ہر ضلعی سطح پر وڈیو کانفرنس کی سہولت مہیا کرنے کے لیے انتظامات کرے۔

(13) فوجداری مقدمات میں وکیل کی طرف سے ملزم کے مقدمے کی عدم پیروی بھی فیصلے میں تاخیر کی ایک وجہ ہے۔ اس لئے عدالت عالیہ کے چیف جسٹس صاحبان، صوبائی بار کونسلوں یا پاکستان بار کونسل کی لیگل ایڈ کمیٹی کے چیئر مین کی مشاورت سے ایسے مقدمات میں تاخیر کی روک تھام کیلئے وکیل مقرر کر سکتے ہیں۔ اس ضمن میں ہر ضلع میں وکلاء کی ایک فہرست مرتب کی جانی چاہیے۔ تاکہ ایسے ملزموں کی قانونی امداد کیلئے ان کا تقرر کیا جا سکے جو کہ وکیل کی خدمات حاصل کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ تاہم ایسے کسی وکیل کے تقرر سے پہلے ملزم کو اس فہرست میں سے اپنی مرضی کے وکیل کے انتخاب کا موقع دیا جائے گا۔

وفاقی اور صوبائی حکومتیں پاکستان بار کونسل اور صوبائی بار کونسلوں کیلئے مناسب فنڈ مختص کر سکتی ہیں تاکہ لیگل پریکٹیشنرز ایکٹ مجریہ ۱۹۷۳ء کے تحت قائم قانونی امداد فراہم کرنے والی کمیٹیوں کو متحرک کر کے مستحق صورتوں میں وکلاء کی فیس ادا کرنے کا بندوبست کریں۔ ضلعی قانونی اختیاراتی کمیشن (The District Legal Empower) کو متحرک کیا جائے گا تاکہ وہ ان مستحق فریقین مقدمہ کیلئے قانونی

امداد کی فراہمی کا بندوبست کریں جو محدود وسائل کی وجہ سے حق انکی طرف ہونے کے باوجود عدالتوں میں اپنے مقدمات کی پیروی سے قاصر ہیں۔

(14) غلط اور جھوٹے مقدمات کی دائری کے رجحان کی روک تھام کیلئے عدالت کو ایسے فریق کے خلاف فوجداری کاروائی عمل میں لاتے ہوئے ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۲۵۰ کے تحت جرمانہ عائد کرنا چاہیے یا تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۸۲ اور ۲۱۱ کے تحت اس کے خلاف درخواست دینی چاہیے۔

(i) جھوٹے اور بے بنیاد دیوانی اور فوجداری مقدمات کی دائری کی روک تھام کے لیے ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۳۵ الف اور ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۲۵۰ کے ذریعے بھاری ہرجانے اور جرمانے کی سزا عائد کی جاسکتی ہے تاکہ عدالتوں کا قیمتی وقت، ایسے مقدمات میں ضائع ہونے کے بجائے فریقین کی حقیقی شکایات کو نمٹانے میں صرف کیا جاسکے۔

(ii) مجسٹریٹ کی عدالت میں قابل سماعت مقدمات میں اگر عدالت تمام یا کسی ایک ملزم کو رہا یا بری کردے اور اس کی رائے میں ان میں سے کسی یا تمام کے خلاف الزام غلط یا بدنیتی پر مبنی ہو تو عدالت ملزم کو رہا یا بری کرسکتی ہے اور مستغیث/ اطلاع دہندہ سے دریافت کرسکتی ہے کہ کیوں نہ وہ ملزم کو ہرجانہ ادا کرے۔ مقدمہ کے حالات و واقعات کا جائزہ لینے کے بعد مجسٹریٹ مستغیث/ اطلاع دہندہ کو ہدایت کرسکتی ہے کہ وہ ملزم کو ۲۵ ہزار روپے تک ہرجانہ ادا کرے۔ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۲۵۰ کے تحت ہرجانے کی وصولی بطور بقایا جات مالیہ (arrears of land revenue) کی جاسکتی ہے۔

(iii) اگر قانون کی اس دفعہ کو صحیح معنوں میں لاگو کیا جائے تو یہ یقیناً جھوٹے اور بے بنیاد شکایات یا مقدمات کی تعداد میں کمی لانے میں مددگار ثابت ہوگی۔ تاہم ہرجانہ عائد کرتے وقت عدالت کو بہر حال ملزم اور شکایت کنندہ کی حیثیت اور الزام کی نوعیت کو مدنظر رکھنا ہوگا۔ علاوہ ازیں اگر عدالت کے علم میں آئے کہ اس کے روبرو کسی کاروائی میں جعل سازی کا ارتکاب کیا گیا ہے تو عدالت ایسے قصوروار افراد کے خلاف ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۴۷۶ کے تحت کاروائی کرسکتی ہے تاکہ اس تاثر کو زائل کیا جاسکے کہ کوئی بھی شخص کسی قانونی کاروائی کے خطرے سے بے خوف ہو کر دھوکہ دہی یا غلط بیانی سے قانون کا غلط استعمال کرسکتا ہے۔ ملزم کے خلاف کسی کاروائی سے پہلے عدالت کیلئے ضروری ہے کہ وہ جائزہ لے کہ کیا اس کو سزا دینے کے کافی

امکانات موجود ہیں اور آیا ایسا کرنا قرین انصاف ہے یا نہیں؟

(iv) ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۴۷۶ کے تحت عدالت کو ازخود اس جرم کی سماعت کا اختیار حاصل ہے اور وہ اس کی سماعت اس ضابطہ کار کے مطابق کر سکتی ہے جو ضابطے کے باب بائیس (XXII) میں سرسری سماعت کیلئے مقرر ہے۔ تاہم اگر عدالت یہ سمجھتی ہے کہ ملزم کے مقدمے کی سماعت دفعہ ۴۷۶ کے تحت سرسری طریقہ کار کے مطابق نہیں ہونی چاہیے تو وہ جرم کے ارتکاب کی وجوہات اور ملزم کا بیان قلمبند کر کے اسے سماعت کیلئے کسی با اختیار عدالت کو بھیج سکتی ہے۔

(15) پولیس آرڈر ۲۰۰۲ء کے تحت مختلف سطحوں پر پولیس کے خلاف شکایات کیلئے اتھارٹیاں (authorities) اور ضلعی کمیشن برائے تحفظ عوام (District Public Safety Commission) قائم ہیں تا کہ پولیس کے خلاف اختیارات کے بے جا استعمال، تفتیش میں بددیانتی، غفلت اور نا اہلی کی شکایات کی تحقیق کی جا سکے۔ اس لیے ضروری ہے کہ موزوں مقدمات میں پریزائڈنگ افسران متعلقہ حکام کو ریفرنس بھیجیں تا کہ ذمہ دار پولیس افسران/اہلکاران کے خلاف کاروائی عمل میں لائی جا سکے۔

(i) فوجداری مقدمات کے جلد تصفیہ کے لیے ضلعی سطح پر ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج، ضلعی رابطہ افسر، ضلعی پولیس افسر اور ڈسٹرکٹ اٹارنی/پراسیکیوٹر اور صوبائی سطح پر ہائی کورٹ کا رجسٹرار، انسپکٹر جنرل پولیس اور پراسیکیوٹر جنرل یا ایڈووکیٹ جنرل تفتیشی اداروں کی کارکردگی کا جائزہ لینے اور تفتیش کی جلد تکمیل اور عدالت کے سامنے گواہان کے پیش کرنے کے حوالے سے ماہانہ بنیادوں پر اجلاس منعقد کریں گے۔

(ii) بغیر کیسی ٹھوس وجہ کے عدالت کے سامنے حوالاتی قیدیوں کو پیش کرنے کے ذمہ دار پولیس افسران اور جیل عملے کے خلاف پولیس آرڈر اور متعلقہ قواعد کے تحت کاروائی عمل میں لائی جائے۔

(iii) ٹرائل کورٹ غیر ضروری التوائیں نہیں دے گا خصوصاً استغاثے کے گواہان کے پیش کیئے جانے میں ناکامی کی صورت میں پولیس افسر یا تفتیشی افسر جان بوجھ کر مقدمے کو طول دینے کی کوشش کرے گا تو ٹرائل کورٹ معاملہ ضروری کاروائی کیلئے متعلقہ پولیس تھانے کے انچارج کو رپورٹ کرے گا اور اگر معلوم ہو کہ کسی ایسی شکایت پر متعلقہ اہلکار کے خلاف کاروائی عمل میں لائی گئی ہے تو مقدمے کو منطقی انجام تک پہنچنے میں رکاوٹ بننے والے ایسے پولیس افسر کے خلاف توہین عدالت کی کاروائی کے آغاز کیلئے معاملہ رجسٹرار کے ذریعے

چیف جسٹس کے نوٹس میں لایا جائے گا۔

(iv) قومی اور صوبائی حکومتیں قومی کمیشن ہائے تحفظ عوام کے قیام کیلئے اقدامات عمل میں لائیں گی تا کہ وہ پولیس اہلکاروں کے خلاف عوامی شکایات پر کاروائی عمل میں لائیں۔

(16) مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۵۲۶ اور ۵۲۸ کے تحت مقدمات کی منتقلی سے متعلق اور دیگر متفرق درخواستیں مثلاً ضابطہ فوجداری کے باب تینتالیس (XLIII) کے تحت سپرداری اور مال مقدمہ کو نمٹانے سے متعلق اور دیگر ایسی درخواستیں جو عبوری احکامات کے تابع پیش کی جاتی ہیں، کا فیصلہ ۷ دن کے اندر کیا جائے گا۔

(17) مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۳۷۴ کے تحت سزائے موت کے فیصلے کے خلاف ریفرنس میں طبع شدہ پیپر بکس (paper books) کے استعمال کی روایت کو ختم کیا جائے اور ان کی نقول سے تیار کی گئی پیپر بک کو قبول کیا جائے تا کہ اس کی چھپائی کی وجہ سے ہونے والی تاخیر کو ختم کیا جا سکے۔

(18) ایسے سزا یافتہ مجرمان بشمول خواتین جو کہ بوجہ عدم ادائیگی دیت، ارش یا ضمان جیل میں خوار ہو رہے ہیں جبکہ ان کی قید کی میعاد ختم ہو چکی ہے، ان کی بابت وفاقی حکومت پہلے ہی دیت، ارش اور ضمان فنڈز کے قواعد مجریہ ۲۰۰۷ء (Diyat, Arsh and Daman Fund Rules, 2007) وضع کر چکی ہے۔ تاہم کافی عرصہ گزرنے کے باوجود اس قانون سازی کا فائدہ مستحق سزا یافتہ مجرمان کو نہیں پہنچا ہے۔ اس لئے صوبائی چیف سیکرٹری صاحبان سے کہا جائے کہ وہ ایسے ضرورت مندوں کے مقدمات پر غور کریں اور پہلے آیئے پہلے پایئے کے اصول کی بنیاد پر ادائیگی کا بندوبست کریں۔

(i) صوبائی حکومت کو بھی بیت المال کے ذریعے دیگر ایسے فنڈز، صوبائی خیراتی فنڈز اور چندوں کیلئے مزید امکانات تلاش کرنے چاہئیں اور ایسے فنڈز کو اکاؤنٹنگ / آڈیٹنگ کے ایک مناسب انتظام کے تحت چلانا چاہیے۔

(ii) جیل میں محبوس قیدیوں کی مشکلات کو کم کرنے اور جیل مینول میں وضع کردہ مناسب خوراک اور باقی سہولیات پہنچانے کے لیے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج مہینے کے پہلے جمعے اور ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج مہینے کے آخری جمعے کو دوپہر کے عدالتی اوقات کار کے بعد جیلوں کا دورہ کریں گے جس میں وہ جیل کی عمومی صورتحال بشمول قیدیوں کا عدالت کے سامنے پیش کرنے کا ریکارڈ، جیل اہلکاران کا قیدیوں کے ساتھ روا رکھے جانے والے سلوک کا جائزہ لیں گے اور اگلے مہینے کی پانچ تاریخ تک جیلوں کے معائنے کی ایک مختصر رپورٹ رجسٹرار کو پیش کریں گے۔

ایسے معائنوں کی مجموعی رپورٹ ہائی کورٹ کے رجسٹرار قومی عدالتی پالیسی ساز کمیٹی کے سیکرٹری کو چیف جسٹس آف پاکستان چیئرمین این۔ جے۔ پی۔ ایم۔ سی کی خدمت میں پیش کرنے لیے بھجوائیں گے۔

(iii) صوبائی حکومتیں جیل قواعد ۱۹۷۸ کے قاعدہ ۹۱۶ کے تحت جیلوں کے معائنے کے لیے مخیر حضرات، سماجی کارکنان، ڈاکٹرز اور سرکاری افسران کی بطور غیر سرکاری معائنہ کار تعیناتی کی روایت کو دوبارہ زندہ کریں گی۔

(19) مستحق مجرموں کو پیرول/پروبیشن پر رہائی سے متعلق قوانین سے مستفید کرنے اور انہیں پروبیشن/پیرول پر رہا کرنے کیلئے عدالتوں/حکومت کو پروبیشن آرڈیننس برائے مجرمان مجریہ ۱۹۶۰ء (The Probation of Offenders Ordinance, 1960) اور اچھے چال چلن کے مجرمان کا پروبیشن پر رہائی کے قانون مجریہ ۱۹۲۶ء (The Good Conduct Prisoners Protection Releast Act, 1926) کا بھرپور استعمال کرنا چاہیے۔

(i) ان قوانین کے مؤثر استعمال کیلئے کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ

(الف) پروبیشن اور پیرول افسران کو متحرک کیا جائے اور انہیں ہدایت کی جائے کہ وہ وقفے وقفے کے ساتھ جیلوں کا معائنہ کر کے مستحق سزا یافتہ مجرمان کے بارے میں اپنی انکوائری رپورٹ پیش کیا کریں تا کہ عدالتوں اور حکومت کیلئے ایسے مستحق سزا یافتہ مجرمان کے معاملات پر غور کرنے میں آسانی ہو۔

(ب) داخلہ امور کے صوبائی محکمے عدالت عالیہ کے جج صاحبان اور ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان کی طرف سے جیل کے دورے کے دوران پروبیشن و پیرول افسران کی موجودگی کو یقینی بنائیں؛

(ج) عدالت عظمٰی کے رجسٹرار اور قومی عدالتی پالیسی ساز کمیٹی کے سیکرٹری باقاعدگی سے عدالت ہائے عالیہ کے رجسٹرار اور ہوم سیکرٹری صاحبان کی میٹنگ بلائیں تا کہ متذکرہ قوانین کے مؤثر نفاذ کیلئے حکمت عملی وضع کی جا سکے؛

(د) مناسب صورتوں میں سیشن جج صاحبان پروبیشن آرڈیننس برائے مجرمان مجریہ ۱۹۶۰ء کے تحت اپنے اختیارات استعمال کریں یا متعلقہ حکومت کو سفارش کریں کہ وہ سزا یافتہ مجرمان یا زیر التواء مقدمات میں قید اچھے چال چلن کے حامل مجرمان کو اچھے چال چلن کے مجرمان کا

پروبیشن پر رہائی کے قانون مجریہ ۱۹۲۶ء کے فوائد سے مستفید کریں۔

(ii) جیل حکام بالغ قیدیوں کیلئے تعلیمی سہولیات کا بندوبست کریں اور پانچویں جماعت پاس کرنے پر ایسے قیدیوں کو اپنی تعلیمی قابلیت میں اضافہ کرنے پر سزا میں تخفیف کی ترغیب دیں۔

(iii) کریمنل جسٹس کوارڈینیشن کمیٹی کے ماہانہ اجلاس میں قیدیوں کیلئے خصوصی طبی سہولیات کا انتظام کرنے کیلئے سپیشلسٹ ڈاکٹروں کو نامزد کیا جائے گا۔

(iv) صوبہ پنجاب کی طرز پر باقی صوبوں میں بھی جیل ڈیپارٹمنٹ کے عملے کی تنخواہوں میں اضافے یا اگلے گریڈ میں ترقی کے علاوہ پروبیشن ڈیپارٹمنٹ کے عملے کو بھی اگلے گریڈ میں ترقی ایک تنخواہ کے برابر اضافی الاونس کی ترغیب دی جائے۔

(v) قانون میں کوئی ایسی شق موجود نہیں ہے جس کے تحت ایسی خواتین قیدی جن کے ساتھ شیر خوار بچے ہوں کی ضمانت پر رہائی عمل میں لائی جا سکے لہٰذا اتفاق رائے سے طے کیا گیا کہ قانون و انصاف کمیشن ایسی خواتین کی سزاؤں میں کمی یا ضمانت پر رہائی کیلئے متعلقہ قوانین میں مناسب ترامیم تجویز کرے۔

(vi) غیر ملکی قیدیوں کی سزا کی مدت پوری ہونے کی صورت میں جیل سے انکی بروقت رہائی ممکن بنانے کیلئے ہوم ڈیپارٹمنٹ انکی رہائی کی تاریخ سے کافی پہلے انھیں اپنے ملک بھجوانے کا عمل شروع کرنا چاہئے تاہم اگر تاخیر جرمانے یا وطن واپسی کیلئے ضروری اخراجات کی عدم ادائیگی کی وجہ سے ہو رہی ہو تو ایسی صورت میں مخیر حضرات یا اقوام متحدہ کے اداروں یعنی یو این ایچ سی آر (UNHCR) اور آئی سی آر سی (ICRC) سے مدد حاصل کی جائے۔

(19-الف) صوبائی حکومتیں جیل میں قیدیوں کیلئے رہن سہن کی بہتر سہولتیں مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں معیاری خوراک مہیا کرنے، پینے کا صاف پانی اور طبی سہولیات کے انتظامات کریں گی۔

(i) جیل کے متعلقہ حکام قیدیوں کو ایچ آئی وی ایڈز اور ہیپاٹائٹس کی بیماریوں سے بچانے کے لیے انکی اسکریننگ کا بندوبست کریں تاکہ ان بیماریوں سے متاثرہ قیدیوں کو باقی قیدیوں سے علیحدہ رکھا جا سکے اور ان کے علاج معالجہ کا بندوبست کیا جا سکے۔

(ii) قیدیوں کی طرف سے خون کا عطیہ دینے پر جیل مینول سزا کی تخفیف مہیا کرتا ہے لیکن یہ عطیہ کردہ خون بغیر اسکریننگ کیئے بلڈ بینک اور غیر سرکاری تنظیموں (NGOs) کو آگے مہیا کیا جاتا ہے جو کہ بہت سی متعدی بیماریوں کا باعث بنتا ہے لہٰذا کسی بھی بلڈ بینک یا ادارے کو بغیر اسکریننگ کے خون مہیا نہیں کیا

جائے گا۔

(iii) جیل میں تعینات میڈیکل افسر اس مفہوم کا ایک سرٹیفکیٹ جاری کرے گا کہ عطیہ کردہ خون ہر قسم کی متعدی بیماریوں کی آلودگی سے پاک ہے ان ہدایات کی خلاف ورزی کرنے والے اہلکاروں کے خلاف سخت کاروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(19۔ب) جیل مینول کے تحت دی جانے والی سزا میں تخفیف دوسری دی جانے والی سہولیات کی فراہمی سے متعلق دفعات کی خلاف ورزی جیلوں میں فسادات کا سبب بن رہی ہے لہٰذا ہوم سیکرٹریز جیل مینول کی ان دفعات پر بغیر کسی امتیازی سلوک یا طرفداری کے سختی سے عمل درآمد کرانے کو یقینی بنائیں۔

(i) جیل میں قیدیوں کو اخلاقی اور روحانی رہنمائی کی سہولت مہیا کی جائے اسی طرح دہشت گردانہ سرگرمیوں اور فرقہ ورانہ قتل و غارت کے جرائم میں ملوث قیدیوں کی اصلاح کی ہر ممکن کوشش کی جائے گی جس کیلئے روحانی لیڈروں یا مذہبی سکالرز کی خدمات بھی مستعار لی جاسکتی ہیں۔

(ii) جیل حکام قیدیوں کو کتابیں اور دیگر تفریحی اور معلوماتی مواد مہیا کریں گے۔

(iii) جیل میں نشے کے عادی قیدیوں سے نشے کی لت چھڑوانے اور علاج کی سہولیات کا بندوبست کیا جائے گا۔

(iv) کسی جیل میں خواتین قیدیوں کی تعداد زیادہ موجود ہونے کی صورت میں خاتون ڈاکٹر کی تعیناتی کا بندوبست کیا جائے۔

(20) عدالت ہائے عالیہ کے رجسٹرار صاحبان قانون و انصاف ڈویژن سے رابطہ کر کے معلوم کریں کہ رحم کی کتنی اپیلیں التواء میں پڑی ہیں اور ان کی فہرست کی نقل عدالت عظمیٰ کے رجسٹرار کو پیش کریں تاکہ وہ چیف جسٹس آف پاکستان کی مشاورت سے یہ معاملہ ترجیحی بنیادوں پر مجاز حکام کے سامنے پیش کر سکیں۔ رحم کی اپیل کے امتزاد کی صورت میں صوبائی ہوم سیکرٹری صاحبان ضابطہ کی کاروائی پر بلا تاخیر عملدرآمد کو یقینی بنائیں تاکہ سزا کا تادیبی اثر (deterrent effect) قائم رہے۔

(21) منشیات اور دہشت گردی کے مقدمات اور خواتین اور نابالغان کے مقدمات فوری نمٹانے پر زور دیا جائے گا۔

دہشت گردی کے مقدمات کے جلد تصفیہ کو ممکن بنانے کیلئے کمیٹی نے سفارش کی کہ عدالت عظمیٰ اور عدالت ہائے عالیہ کے جج صاحبان کو نامزد کیا جائے تاکہ وہ لیاقت حسین بنام فیڈریشن آف پاکستان (PLD 1999 SC 503) کے مقدمہ میں دیئے گئے رہنما اصولوں پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کے

لیے نگرانی کریں۔

(22) مختلف نوعیت کے زیر التواء مقدمات کے انبار کو نمٹانے کیلئے پرنسپل سیٹ اور برانچ رجسٹریوں میں خصوصی بینچ تشکیل دیئے جائیں تا کہ مختلف نوعیت کے نئے اور پرانے مقدمات کا فیصلہ کیا جا سکے اور جن مقدمات کو ترجیحی بنیاد پر نمٹانے کا فیصلہ ہو اسے انہیں اولیت دی جائے۔

II. دیوانی مقدمات

(1) آئین کے آرٹیکل ۱۹۹ کے تحت آئینی درخواستیں دائری کے اگلے دن پکی پیشی کیلئے لگانی چاہئیں اور جتنا جلدی ممکن ہو سکے ان کو نمٹانا چاہیے۔

(2) درج ذیل آئینی درخواستیں اگر قانون کے تحت قابل سماعت ہوں تو ان کا 60 دنوں کے اندر فیصلہ ہونا چاہیے:۔

(i) ملازمت سے متعلقہ تنازعات بشمول ترقی، تبادلہ اور دیگر ایسے معاملات:۔

(ii) طالب علموں کے پیشہ وارانہ کالجوں میں داخلے اور دیگر متعلقہ معاملات:۔

(3) آرڈر 39 کے قاعدہ (۱) اور (۲) کے تحت امتناع (stay) سے متعلق مقدمات کا عارضی حکم امتناعی کے اجراء کے پندرہ دنوں کے اندر فیصلہ ہونا چاہیے۔ تاخیر کی صورت میں جوڈیشل افسران اس کی وجوہات کی رپورٹ رجسٹرار کی وساطت سے متعلقہ چیف جسٹس کو پیش کریں گے۔

کمیٹی نے عدالتوں کی طرف سے نتائج کی پرواہ کیئے بغیر اور تواتر سے عارضی حکم امتناعی جاری کرنے کے معاملے پر غور کیا اور سفارش کی کہ درج ذیل ہدایات پر سختی سے عمل کیا جائے۔

(اے) تمام عدالتیں ایسی درخواستوں کا تنقیدی نگاہ سے جائزہ لیں گی اور اس بات کو یقینی بنائیں گی کہ یک طرفہ متفرق احکامات صرف غیر معمولی حالات میں دیئے جائیں گے یعنی جب تک مدعی عدالت کو مطمئن نہ کر لے کہ باوجود ہر ممکن کوشش کے وہ اس یکطرفہ حکم کے اجراء کیلئے درخواست دینے کی ضرورت سے پہلوتہی نہیں کر سکا۔

(بی) ایسے امتناعی احکامات کم سے کم اتنے وقت کیلئے محدود ہونے چاہئیں جن میں مدعا علیہ عدالت کے سامنے موثر طریقے سے پیش ہو سکے۔

(سی) یہ بات نوٹ کی جائے کہ ضابطہ دیوانی کے آرڈر 39 کے قاعدہ 2۔اے کے تحت عارضی حکم نامہ، جو کہ مدعا علیہ کی غیر موجودگی میں جاری کیا گیا ہو پندرہ دنوں سے زیادہ نہیں ہوگا۔ تاہم شرط یہ ہے کہ مدعا علیہ پر اس حکم نامے کی تعمیل میں ناکامی کی صورت میں اس مدت میں اضافہ کیا جا سکتا ہے اگر یہ ناکامی مدعی سے منسوب نہ ہو یا مدعا علیہ کو اپنے حق دفاع کیلئے وقت درکار ہو۔

(ڈی) عدالت کو یہ بیان کرنے میں حد درجہ احتیاط برتنے کی ضرورت ہے کہ مذکورہ حکم سے کون سے افعال کو روکا جارہا ہے بجائے اس کے کہ درخواست کو جو ہو بہو نقل کر دیا جائے اگر صرف ایک بار کچھ افعال کو روکنے کے لیے استدعا کی جاری ہو تو حکم نامہ صرف اس حد تک محدود ہونا چاہیے اور اسے دیگر افعال پر اثر انداز نہیں ہونا چاہیے جن پر مدعا علیہ ممکنہ طور پر اعتراض کرسکتا ہو۔

(ای) جب مدعا علیہ پیش ہو یا اپنا جواب یا حلف نامہ دائر کرے تو عدالت جلدی سے بغیر کوئی تاریخ پیشی دیئے مقدمے کو نمٹائے اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو عدالت مدعا علیہ سے اقرار نامہ لے کہ وہ کسی بھی ایسے فعل کے ارتکاب سے باز رہے گا جس کے بارے میں شکایت کی گئی ہو۔

(ایف) عدالت حکم امتناعی کے غلط استعمال کے معروف حربے استعمال کرنے کی اجازت نہیں دے گی، جیسے حکم کی تعمیل نہ ہونے دینا یا التواء کی درخواستیں دے کر اس مدت کو طوالت دینا۔

(جی) ایسا حکم نامہ جو کہ آرڈر 39 کے قاعدہ (۱) اور (۲) کے تحت فریقین کو سماعت کا موقع دیئے کے بعد یا مدعا علیہ کو نوٹس کے اجراء کے بعد جاری کیا گیا ہو چھ مہینے گزرنے کے بعد مؤثر نہیں رہے گا جب تک کہ عدالت فریقین کو دوبارہ سماعت کا موقع دیئے کے بعد اس مدت میں اس کی وجوہات کے ذکر کے ساتھ توسیع نہ کر دے جس کی رپورٹ عدالت عالیہ کو دی جائے گی۔

(4) کرایہ داری سے متعلق مقدمات کا بعجلت 4 مہینے کے اندر فیصلہ کیا جائے گا۔

(i) کرایہ داری کے مقدمات میں بیدخلی کی درخواست، جائیداد کی تفصیل، سروے نمبر علاقہ اور مدعا علیہان کے مکمل پتے اور اطلاع کے صحیح ہونے کے سرٹیفکیٹ یا بیان حلفی لف کر کے جمع کروائی جائے گی۔

(ii) یہ بات علم میں آئی ہے کہ رینٹ کنٹرولرز قانون کرایہ داری کے مندرجات کا نہ تو صحیح ادراک رکھتے ہیں اور نہ انہیں صحیح طریقے سے لاگو کرتے ہیں لہٰذا کمیٹی نے ان رہنما اصولوں پر سختی سے عمل پیرا ہونے کی ہدایت کی جو SCMR 2000 کے صفحہ 556 پر عدالت عظمٰی کے فیصلے میں دیئے ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں۔

(اے) بے دخلی کی درخواست کے مندرجات کی حمایت میں درخواست گزار کے حلفیہ بیان کے علاوہ دو سے زیادہ گواہوں کے حلفیہ بیان عدالت میں داخل نہیں کیئے جائیں گے۔

(بی) بے دخلی کی درخواست کے جواب میں مدعا علیہ سے بھی تعمیل شدہ نوٹس میں دی ہوئی تاریخ کو اپنے بیان حلفی کے علاوہ دو گواہوں کے بیان حلفی پیش کرنے کا مطالبہ کیا جائے گا۔

(سی) فریقین پابند ہونگے کہ اپنے گواہوں کو باہمی جرح کیلئے اس دن لائیں جو کہ عدالت نے طے کیا ہو۔

(ڈی) وہ فریق جس نے اپنی درخواست یا جواب درخواست کی حمایت میں گواہوں کے بیان حلفی لیے ہوں پابند ہوگا کہ عدالت میں ان کو جرح کیلئے پیش کرے اور ایسا کرنے میں ناکامی کی صورت میں ان کی شہادت قابل پذیرائی نہیں سمجھی جائے گی۔

(ای) رینٹ کنٹرولر کے عبوری احکامات کے خلاف اپیل کرنے اور بے دخلی کی کاروائیوں کے دوران درمیانی مراحل میں دیئے گئے احکامات کے خلاف آئین کے تحت حاصل اختیارات کے استعمال کے لیے رجوع کرنے کی حوصلہ شکنی کی جائے گی۔

(ایف) عدالت کو ایسی صورتحال کا سختی سے نوٹس لینا چاہیے جب گواہ اپنے بیان حلفی کے حق میں جرح کیلئے جانتے بوجھتے ہوئے عدالت میں پیش ہونے سے گریز کریں یا پہلوتہی سے کام لیں۔

(جی) بے دخلی کی درخواست میں التواء دینے کی اجازت نہیں ہوگی ماسوائے ناگزیر حالات کے جب اس کیلئے کسی فریق کی طرف سے بیان حلفی کے ساتھ درخواست کی گئی ہو۔ ایسے حالات میں بھی التواء تین دن سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔ بے دخلی کے مقدمات میں مذکورہ طریقہ کار اختیار کرنا ۳ مہینے کے اندر عجلت کے ساتھ ایسے مقدمات کا فیصلہ کرنے کا ہدف حاصل کرنے کیلئے ضروری معلوم ہوتا ہے خصوصاً رہائشی مکانات کی صورت میں۔

(5) کرایہ داری کے مقدمات سے متعلق اپیلیں، آئینی درخواستیں اور دیگر متفرق درخواستیں 60 دنوں کے اندر نمٹائی جائیں گی۔

(6) اثنائے نالش صادر شدہ امتناعی احکامات، جیسے حکم امتناعی (stay Order) غیر ضروری طور پر کسی کو فریق بنانے (misjoinder) ضروری فریق کو شامل نہ کرنے (nonjoinder) کمیشن کے ممبران کی مقامی سطح پر تعیناتی اور کورٹ فیس کی عدم ادائیگی سے متعلق احکامات کے نتیجے میں ضابطہ دیوانی کے تحت نظر ثانی کی درخواستوں کو ان درخواستوں کے قابل پذیرائی ہونے سے مشروط کرتے ہوئے ۳ ماہ کے اندر نمٹایا جائے گا۔

(1) عدالت کا پریزائڈنگ افسر فریقین کی رضامندی کے ساتھ کمیشن کے ذریعے، گواہی ریکارڈ کرنے کے لیے وکیل مقرر کر کے کیس بھجوائے گا۔ تاہم کمیشن کا تقرر صرف سادہ مقدمات

جیسے کرایہ داری، عائلی مقدمات میں کیا جائیگا۔ ان مقدمات میں نہیں جن میں باریک قانونی امور زیر بحث ہوں۔

(i.a) کمیشن کی فیس کا تعین فریقین اور ان کے وکلاء کی باہمی رضامندی سے کیا جائے گا۔ گواہی ضابطہ دیوانی کے آرڈر چھبیس (xxvi) کے مطابق ریکارڈ کی جائے گی۔ تاہم اس عمل کی تکمیل کیلئے سات دن سے زیادہ وقت نہیں دیا جائے گا اور اعتراضات اگر کوئی ہوں کا تصفیہ باقاعدہ حکم ریکارڈ کر کے کیا جائے گا۔

(ii) کمیشن ایک ہفتے کے دوران گواہی مکمل کرے گا اور عدالت میں رپورٹ جمع کرائے گا۔ ایسے وکلاء کا بطور کمیشن تقرر کیا جائے گا جن کا تجربہ تین سال سے کم نہ ہو اور وکالت کا اچھا ریکارڈ ہو۔

(iii) کمیشن کے تقرر کے معاملے کو مربوط بنایا جائے گا اور ہر ضلع میں کمیشن کے تقرر کے لیے بار کے نمائندوں کی مشاورت سے وکلاء کی فہرست مرتب کی جائے گی اور اسے باقاعدگی کے ساتھ اپ ڈیٹ کیا جائے گا۔ کمیشن کا تقرر اسی متفقہ لسٹ/ پینل سے باری باری کیا جائے گا جس سے اس بات کو یقینی بنایا جائے گا کہ اس میں جانبداری یا اقرباء پروری سے کام نہیں لیا گیا ہے۔

(iv) کمیشن کا تقرر اہلیت کی بنیاد پر وکلاء کی تعلیمی قابلیت اور بار میں انکی پریکٹس کو دیکھتے ہوئے کیا جائے گا۔

(v) کمیشن کا تقرر فریقین کی باہمی رضامندی کے ساتھ کیا جائے گا۔

(vi) کمیشن شہادت کمرہ عدالت میں جوڈیشل افسر کی زیر نگرانی اور موجودگی میں قلمبند کرے گا۔

(vii) کمیشن کی طرف سے شہادت قلمبند کرنے کی کاروائی ختم ہونے پر پریزائڈنگ افسر ایک سرٹیفکیٹ دے گا جو اس بات کا ثبوت ہوگا کہ کمیشن نے شہادت اس کی موجودگی میں ریکارڈ کی ہے۔

(viii) اگر کام کا بوجھ قابل برداشت ہو تو ایسی صورت میں کمیشن کے ذریعے شہادت ریکارڈ کرانے کی بجائے جوڈیشل افسر اپنے ہاتھ سے شہادت قلمبند کرے گا۔

(6۔الف) مقدمات میں کسی حکم نامہ کے خلاف اپیل یا نگرانی دائر ہونے کی صورت میں ٹرائل کورٹ اپنی کاروائی اس وقت تک نہیں

روکے گی جب تک اسے خصوصی طور پر روکا نہ گیا ہو۔

(7) عائلی تنازعات تین سے چھ ماہ میں نمٹائے جائیں گے۔

(8) ولایت، جانشینی اور دیوالیہ ہونے سے متعلق تنازعات کے خلاف دیوانی اپیلیں تیس دنوں کے اندر نمٹائی جائیں گی اور تاخیر کی صورت میں اس کی وجوہات سے عدالت عالیہ کو آگاہ کیا جائے گا۔

(9) بینکنگ، ٹیکس اور محصولات سے متعلق مقدمات چھ ماہ کے اندر نمٹائے جائیں گے۔

(9۔الف) ریونیو کے مقدمات میں کسی بھی عدالت کی طرف سے حکم امتناعی نہ دیے جانے یا مقررہ وقت گزر جانے کی صورت میں ریونیو حکام پبلک ریونیو کی برآمدگی کے لیے اقدامات بروئے کار لائیں گے۔

(10) سول جج صاحبان نظر ثانی کی درخواستیں تیس دن کے اندر نمٹائیں گے اور یکم جنوری 2009 کے بعد نئے دائر ہونے والے مقدمات چھ ماہ کے اندر نمٹائے جائیں گے۔

(11) قابل بیع و شرئی دستاویزات (Negotiable Instruments) سے متعلق مقدمات جو کہ ضابطہ دیوانی کے آرڈر 37 کے تحت سرسری طریقہ کار کے مطابق نمٹائے جاتے ہیں، کا نوے کے دن اندر فیصلہ کیا جائے گا۔

(12) خواتین اور بچوں کے مقدمات کو ترجیحی بنیاد پر جلدی نمٹایا جائے گا۔

12 A) مالی معاملات سے متعلق مقدمات کو آئینی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے جلد نمٹایا جائے گا۔

(13) دعاوی خفیفہ اور معمولی جرائم کی عدالتوں کے آرڈیننس، ۲۰۰۲ (The Small Claims and Minor Offences Courts Ordinance, 2002) کو سنجیدگی سے نافذ کیا جائے گا، عدالت ہائے عالیہ کو مذکورہ قانون کے تحت مقدمات کی سماعت کیلئے سول جج/جوڈیشل مجسٹریٹ صاحبان کو نامزد کرنا چاہیے۔ ایسے عدالتی افسران کو مقدمات کے تصفیہ کے متبادل طریقوں کے استعمال (ADR) کی تربیت دی جائے گی۔ اس مقصد کے لیے عدالت عالیہ کے جج صاحبان کی کمیٹی جس کے سربراہ عدالت عظمیٰ کے جج ہوں گے۔ اے۔ ڈی۔ آر پر ماسٹر ٹرینرز (Master Trainers) کو تربیت دے گی جو کہ بعد میں صوبوں کے باقی جج صاحبان کو تربیت دیں گے۔

> دعاوی خفیفہ اور معمولی جرائم کی عدالتوں کے آرڈیننس 2002 کا نفاذ چھوٹے تنازعات کے حل کیلئے خصوصی فورم مہیا کرنے کیلئے کیا گیا ہے۔ اس میں مقدمات نمٹانے کے متبادل طریقوں (ADR) کا نظام بھی مہیا کیا گیا ہے تا کہ عدالت سے باہر متبادل طریقوں کے استعمال کے ذریعے ایسے مقدمات کو نمٹانا آسان ہو سکے۔ یہ زیر التواء مقدمات کو نمٹانے کیلئے ایک بہترین فورم (forum) ثابت ہو سکتا ہے۔ لہٰذا مذکورہ قانون کے زمرے میں آنے والے تنازعات کو نمٹانے کیلئے عدالت ہائے عالیہ کو مزید

ایسی خصوصی عدالتوں کے قیام کیلئے متعلقہ حکومتوں سے رجوع کرنا چاہیے۔

اے۔ڈی۔آر کے ذریعے مقدمات کا تصفیہ کرنے میں مہارت رکھنے والی غیر سرکاری تنظیموں اور پیشہ ور ماہرین کو اپنے اخراجات پر کراچی کے اے ڈی آر سنٹر کی طرز پر مراکز قائم کرنے کیلئے ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

تکنیکی نوعیت کے معاملات کی ثالثی پینل میں کم از کم ایک ماہر کی موجودگی میں کی جائیگی۔حکومت فیڈرل جوڈیشل اکیڈمی اور دوسری متعلقہ آرگنائزیشنز اور ماہرین کی معاونت سے کراچی اے۔ڈی۔آر سنٹر کی طرز پر اسلام آباد میں ایک سنٹر قائم کرے گی۔عدالت ہائے عالیہ صوبائی دارلحکومتوں میں اے۔ڈی۔آر کے موضوع پر ورکشاپس منعقد کرائیں گی جہاں قومی پالیسی ساز کمیٹی کے تحت تشکیل دی جانے والی اے۔ڈی۔آر کمیٹی کے ممبران کو شرکاء کی تربیت کیلئے مدعو کیا جائے گا۔

(13۔**الف**) مختلف قوانین میں باہمی رضامندی سے تنازعات کے حل کے لیے گنجائش موجود ہے۔لہٰذا پریزائڈنگ افسران عدالتی کاروائی کے ہر اہم مرحلے پر فریقین مقدمہ کو غیر محسوس طریقے سے طویل مقدمہ بازی میں وقت اور پیسہ ضائع کیئے بغیر اے ڈی آر کے ذریعے تنازعات کے حل کے لیے قائل کرنے کی کوشش کریں گے۔

(13۔**ب**) عدالتیں ایک پالیسی کے طور پر فریقین مقدمہ سے یہ مطالبہ کریں گی کہ وہ مقدمے کے ابتدائی مراحل میں مصالحت کے بارے میں سوچیں۔ہر عدالت عالیہ اس حوالے سے لاگو ہونے والے قواعد میں انتظامی تبدیلیوں کا جائزہ لینے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دے گی تا کہ اس مرحلے پر مصالحت آسان یا اس کی حوصلہ افزائی ہو۔

(13۔**ج**) عدلیہ اچھی کارکردگی کی حامل انضباطی اداروں کے قیام کے لیے نیم عدالتی اداروں کی کارکردگی کے فروغ اور سہولیات کے لیے اقدامات کرے گی۔

(13۔**ح**) عدالتیں اے۔ڈی۔آر کے ذریعے فیصلہ شدہ مقدمات کا اعداد و شمار کا ریکارڈ رکھیں گی۔

(13۔**د**) ہر عدالت عالیہ ثالثی کو لازمی قرار دینے کے لیے قواعد وضع کرے گی۔

(13۔**ہ**) اے ڈی آر کو قانونی تعلیم کا جزو بنایا جائے اور جج صاحبان جن پر قومی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔سرمایہ کاری سے متعلق معاہدات/ثالثی کی اہمیت کے بارے میں مطمئن ہونا چاہیے۔

(14) عدالت عظمیٰ اور عدالت ہائے عالیہ میں پرانے مقدمات کو نمٹانے کو ترجیح دی جائے گی ماسوائے ان مقدمات کے جنہیں کسی مقررہ تاریخ کو مقرر کرنے کیلئے عدالت کی طرف سے خصوصی احکامات صادر ہوئے ہوں۔

(15) مختلف نوعیت کے زیر التواء مقدمات کو نمٹانے کیلئے ہر نوعیت کے مقدمات کیلئے عدالت عظمیٰ اور عدالت ہائے عالیہ کی پرنسپل

سیٹ اور برانچ رجسٹریوں میں خصوصی بینچیں تشکیل دی جائیں گی۔ پرانے دیوانی اور فوجداری مقدمات کا جتنا جلدی ہو سکے فیصلہ کیا جائے گا۔

(16) کاروباری، تجارتی اور سرمایہ کاری سے متعلق مقدمات کو تیز بنیاد پر نمٹایا جائے گا۔ ایسے مقدمات کو فوری طور پر نمٹانے کیلئے ترجیحی دھارے میں لانے کیلئے خصوصی طور پر نامزد کی ہوئی عدالتوں (designated courts) اور عدالتِ عظمیٰ اور عدالت ہائے عالیہ میں خصوصی بینچوں کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔

(16۔الف) پیچیدہ تجارتی مسائل نمٹاتے وقت عدلیہ متعلقہ ماہرین کے علم پر بھروسہ کرتے ہوئے اسے استعمال کرے تا کہ ایک زیادہ معلوماتی فیصلے تک پہنچا جا سکے۔

(17) عدالت عالیہ میں فہرست مقدمات دیر سے شائع ہونے کی وجہ سے وکلاء/فریقین کو مختصر نوٹس پر عدالتوں میں پیش ہونے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کا نتیجہ التواء کی صورت میں نکلتا ہے۔ لہٰذا فریقین کو اپنے اوقات کار طے کرنے کی خاطر مناسب وقت دینے کیلئے عدالت عظمیٰ اور عدالت ہائے عالیہ کو اپنی فہرستِ مقدمات ایک ماہ پیشتر شائع کرنا چاہیے۔

(18) مقدمات کو جلدی نمٹانے کے لیے عدالتیں درج ذیل اقدامات عمل میں لائیں۔

(الف) روز افزوں مقدمہ بازی سے عہدہ برآ ہونے کیلئے ضروری ہے کہ عدالتیں مقدمات کے ریکارڈ کا احتیاط سے جانچ پرکھ کریں اور جھوٹے اور بدنیتی پر مبنی مقدمات کو ضابطہ دیوانی کے تحت دیئے ہوئے طریقہ کار کے مطابق رد یا خارج کریں۔

(ب) دستاویز کے انکشافات اور معائنہ (discovery and inspection) سے متعلق ضابطہ دیوانی کے آرڈر ۱۱ کے تحت دیئے ہوئے احکامات کا صحیح استعمال کیا جائے تا کہ فریقین کے اختلافات کم سے کم ہو سکیں اور ان کے بیانات کی قلمبندی کے معاملات صرف چند محدود اور متعلقہ گواہان تک محدود رہیں۔

(b.i) پریزائڈنگ افسر دیوانی مقدمات میں اختلافات کو کم کرنے کے لیے مقدمہ کے ہر فریق سے دعویٰ اور جواب دعویٰ میں لگائے جانے والے الزامات کی قبولیت یا تردید کے بارے میں معلوم کرے گا تا کہ مقدمے کے اہم معاملات پر غور کیا جا سکے۔ یہ عمل عدالت کو اپنی کاروائی اصل تنازعے تک محدود رکھنے میں مدد کرے گا۔

(b.i.a) عدالتیں ضابطہ دیوانی کے آرڈر ۱۰ قاعدہ ۲ میں فراہم کردہ طریقہ کار کا زیادہ موثر اور بامعنی استعمال کریں گی تا کہ تنقیحات وضع کرنے سے پہلے فریقین کے اختلافات کو کم کیا جا سکے۔

(b.ii) مقدمہ کی کاروائی آگے بڑھانے سے پہلے بیان کی بہتر قلمبندی عدالت کیلئے سہولت پیدا کرتی ہے کہ وہ اصل اختلافات کا جائزہ لے سکے۔لہٰذا پریزائڈنگ افسر فریقین مقدمہ کو بہتر بیانات جمع کرانے کا حکم دے سکتا ہے۔

(b.iii) حکومت کے خلاف مقدمات میں متعلقہ اداروں کی طرف سے مقررہ وقت کے دوران جواب دعویٰ جمع نہ کرانا مقدمے کی کاروائی میں غیر ضروری تاخیر کا سبب بن رہا ہے لہٰذا عدالتیں مختصر دستیاب وقت میں جواب جمع کرانے کو یقینی بنائیں اور تاخیر کے ذمہ دار افراد کے خلاف کاروائی کریں۔

(ج) جو فریق ایسی دستاویزات کی حقیقت سے انکار کردے جو کہ بعد میں صحیح ثابت ہو جائیں اس پر ان دستاویزات کے ثبوت پر اٹھنے والے سارے اخراجات بشمول دیگر ضمنی اخراجات عائد کیئے جائیں گے۔

(ح) عدالتوں کو مقدمات اے۔ڈی۔آر بشمول صلح، مصالحت، ثالثی یا ایسے دیگر مناسب طریقوں سے نمٹانے کیلئے ضابطہ دیوانی کی دفعہ 89 A کا استعمال کرنا چاہیے۔

(د) مدعی کو پابند کیا جائے کہ مدعا علیہ کا پتہ، ٹیلیفون نمبر / فیکس نمبر مہیا کرے۔

(س) تعمیلاتی ایجنسیوں کی موجودہ تعداد ناکافی ہے جس میں مناسب حد تک اضافہ کیا جائے اور تعمیل کے متبادل سروس بشمول کوریئر سروس کو تعمیل کے عام طریقے کے طور پر استعمال کیا جائے۔

(ش) عدالتیں ان فریقین یا گواہوں کے خلاف جو جان بوجھ کر تاخیری حربے استعمال کرتے ہیں کے خلاف سخت کاروائی عمل میں لاتے ہوئے ان پر ہرجہ و خرچہ (Costs) عائد کریں۔

(ص) عدالتی فیصلے کو عملی جامعہ پہنانے کیلئے تعمیلی کاروائی جلد پایہ تکمیل تک پہنچائی جائے۔

(ع) عدالتیں مقدمے کے دوران دی جانے والی درخواستوں کی حوصلہ شکنی کریں تا کہ پورے مقدمے کو نمٹانے پر توجہ مرکوز کی جا سکے۔

(غ) ضلعی عدالتوں میں پیچیدہ قانونی سوالات پر مشتمل تمام پرانے اور متنازعاتی مقدمات کے روزانہ کی بنیاد پر جلد تصفیے کے لیے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کی عدالتوں میں منتقل کیئے جائیں۔

(ک) انتظامی جج صاحبان مختلف عدالتوں میں مقدمات نمٹانے کے لیے بھیجتے ہوئے جج کا تجربہ یا مدت ملازمت کو زیرِ غور لائے گا اور پیچیدہ قانونی سوالات پر مشتمل متنازعاتی مقدمات

تجربہ کار جوڈیشل افسران کے پاس بھجوائے جائیں گے۔

(ل) عدالتیں مقدمات کی سماعت کی تاریخ کے تعین کے لیے انفارمیشن ٹیکنالوجی کا استعمال کریں۔

(م) ہر مقدمہ کی سماعت کے لیے اس کی تاریخ مناسب وقفہ کے بعد باری باری مقرر ہونی چاہیے۔

(ن) مقدمے کی تاریخ کے تعین کے لئے پیرا لیگل اسٹاف یا ریڈر کے کردار کی ترک کرنا چاہیے۔ پریزائڈنگ افسر خود فریقین اور ان کے وکلاء کو اگلی پیشی یا تاریخ کی پرچی اپنے دستخط کے ساتھ جاری کرے گا۔

(و) مقدمے کی سماعت یا پیشی کی تاریخ کا تعین کرتے وقت مقدمے کی نوعیت کا خیال رکھا جائے۔

(19) جھوٹے اور بدنیتی پرمبنی مقدمات پر قابو پانے کیلیے عدالتیں ضابطہ دیوانی کی دفعہ A-35 کے تحت ہرجانہ برائے تلافی تاوان عائد کریں۔ اسی طرح عدالت عالیہ سندھ کی طرز پر دیگر عدالت ہائے عالیہ بھی متعلقہ قواعد میں ترمیم کر کے ان میں ایسی شق شامل کریں جس کے تحت جھوٹے اور بدنیتی پرمبنی مقدمات دائر کرنے پر ایک لاکھ روپے تک کا ہرجانہ عائد کیا جا سکے۔

(19۔الف) ماحولیاتی اور عوامی مفاد سے متعلقہ مقدمات میں دادرسی کے ساتھ غفلت برتنے والے افسران کو سزا دینی چاہیے یا خرچہ برائے تلافی نقصان وصول کیا جانا چاہیئے۔ خرچہ برائے تلافی نقصان میں سے اس شخص کو بھی حصہ دیا جائیگا جس نے عوام کے مفاد میں مقدمہ کیا ہو۔ دادرسی کمیونٹی خدمات کی صورت میں بھی ہو سکتی ہے۔ عوامی یا شخصی مفاد میں دائر کیئے جانے والے جھوٹے اور بے بنیاد مقدمات پر بھاری قسم کے اخراجات لاگو کیئے جائیں۔

(19۔ب) جعلی ناموں پر دائر ہونے والے ریونیو مقدمات کو چیک کرنے کے لیے فریقین کے کاغذات کی تصدیق کے لیے نادرا کا تعاون حاصل کیا جائے۔

(20) دیوانی اور فوجداری مقدمات کو الگ کیا جائے تا کہ جوڈیشل افسران صرف یا تو فوجداری مقدمات یا دیوانی مقدمات نمٹائیں۔ دیوانی اور فوجداری قانون کا مکمل ادراک اور تجربہ حاصل کرنے کیلئے ایسے جوڈیشل افسران کی ذمہ داری سالانہ بنیادوں پر باری باری تبدیل کی جائے۔

(21) مقدمات کو نمٹاتے ہوئے قانون وقواعد پر سختی سے عمل پیرا ہونے کے ساتھ ساتھ فریقین مقدمہ اور بار کے ممبران کو مقدمہ دائر کرنے کے لیے مناسب موقع فراہم کیا جائے تا کہ محض تکنیکی بنیادوں پر انصاف کا قتل نہ ہو۔

(22) اگر کوئی فوری معاملہ زیر التواء نہ ہو اور کام کا بوجھ اس کی اجازت دے تو ضلعی عدلیہ کو چاہیے کو وہ ہر مہینے کے آخری ہفتے کے دن کو مقدمات کے فیصلے لکھنے کے لیے مخصوص کریں۔

طویل مدتی اقدامات

(1) عدالت عالیہ کے تمام جج صاحبان اس بات کو یقینی بنانے کیلئے کہ جیل قواعد پر حقیقی عملدرآمد ہو رہا ہے یا نہیں تسلسل سے جیلوں کا معائنہ کریں اور مستحق قیدیوں کو موقع پر قانون کے مطابق دادرسی مہیا کریں۔

(2) عدالت ہائے عالیہ کے اندر جج صاحبان کو مستقل اور سرکٹ بینچوں میں بھیجنے کیلئے ایسی جامع اور مساویانہ پالیسی اپنائی جائے تاکہ تمام جج صاحبان کو مستقل اور عارضی بنچوں میں خدمات سرانجام دینے کا یکساں موقع مل سکے۔ جج کو محض اس وجہ سے تبدیل یا دوسرے شہر نہیں بھیجا جائے گا کہ وہ کسی مخصوص کیس کی سماعت کر رہا تھا کیونکہ یہ عدلیہ کی آزادی کے اصول کے منافی ہے۔

(3) عدالتوں کے عمارتی ڈھانچے، جیسے کمرہ عدالت اور وکلاء اور فریقین مقدمہ کیلئے سہولیات کی فراہمی کیلئے حکومت ضروری فنڈ مہیا کرے، نیز عدالتی افسران اور ماتحت عملے کی تعداد بڑھائی جائے تاکہ ملک میں مقدمات کی بڑھتی ہوئی تعداد سے نمٹا جا سکے۔ ضروری عملہ، لائبریری کی سہولیات اور دیگر ضروری آلات مثلاً کمپیوٹر وغیرہ بھی عدالتوں کو مہیا کیئے جائیں۔

کمیٹی نے سفارش کی کہ:۔

(الف) ماتحت عدالتوں میں خالی اسامیاں فوری طور پر پُر کی جائیں اور سول جج، جوڈیشل مجسٹریٹ کی نئی اضافی اسامیاں پیدا کرنے کیلئے متعلقہ حکومتوں سے فنڈز حاصل کیئے جائیں۔

(ب) اس وقت جوڈیشل افسران کا تقرر متعلقہ صوبائی پبلک سروس کمیشن کے ذریعے عمل میں لایا جاتا ہے جس میں کافی وقت لگتا ہے۔ زیر التوا مقدمات کو نمٹانے کیلئے ججوں کی فوری ضرورت کے پیش نظر عدالت ہائے عالیہ عارضی بنیادوں پر ججوں کی تقرری پر غور کریں۔

(ج) عدالت ہائے عالیہ صوبائی عدالتی ترقیاتی فنڈ (The provincial Judicial Development Fuund) عدالتوں میں ضروری سازوسامان، جیسے فرنیچر، قانونی کتب، ٹائپ رائیٹرز اور معلومات اور مواد کے حصول اور ماتحت عدالتوں کی موثر نگرانی کیلئے ایک مکمل کمپیوٹر نیٹ ورک کی خریداری پر خرچ کریں۔

(ح) کورٹ رومز، بار رومز، فریقین اور گواہان کیلئے انتظار گاہوں اور ججز اور عدالتی عملے کیلئے رہائش گاہوں کی تعمیر اور جوڈیشل افسران اور سٹاف کی مقدمات میں مناسب اضافے کی

غرض سے اضافی فنڈز کی فراہمی کیلئے متعلقہ صوبائی حکومتوں سے رجوع کیا جائے تا کہ ملک کے اندر روز افزوں مقدمہ بازی سے نمٹا جا سکے۔

(د) عدالتی افسران و عملے کیلئے ملازمت سے پہلے اور دوران ملازمت تربیت دینے کیلئے جوڈیشل اکیڈمیز کو ترقی دی جائے اور انہیں فعال بنایا جائے۔

(i) صنفی تعصب اور عدالتی ہمدردی کے موضوع پر جوڈیشل اکیڈمی اور دوسرے اداروں کے ذریعے ججز، عدالتی عملے اور وکلاء کی تعمیری صلاحیت (Capacity Building) اور تربیت کے لیے انتظامات کیئے جائیں۔

(ii) ججز اور معاون عملے کی صلاحیتوں کو مزید نکھارنے کے لیے مختلف اوقات میں تجدیدی مطالعات کا بندوبست کیا جائے۔

(iii) ٹریننگ کا دورانیہ بڑھانا چاہیے اور جوڈیشل اکیڈمیوں اور عدالتی تعلیم کے لیے قومی معیارات مرتب کیئے جانے چاہیں۔

(iv) بار کونسلز اور بار ایسوسی ایشنز نوجوان وکلاء کے لیے ریفریشر کورسز مرتب کرنے کا بندوبست کریں اور وہ قانونی تعلیم کے معیار میں بہتری پیدا کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔

(ر) ججوں کیلئے سیمینار اور ورکشاپ منعقد کیئے جائیں تا کہ ان کا قومی اور صوبائی سطح پر آپس میں باقاعدہ رابطہ ہو اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ اپنے تجربات کا تبادلہ کر سکیں۔

(ڑ) عدالتی کام کی بلاتعطل جاری رکھنے کے لیے ائیر کنڈیشنر، جنریٹر، یو پی ایس اور باقی دوسری ضروری اشیاء کیلئے عدالت ہائے عالیہ کے چیف جسٹس صاحبان عدالتوں کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے صوبائی حکومتوں سے فنڈز کے لیے رابطہ کریں۔

(س) کم از کم ہر ڈویژنل کی سطح پر فرانزک لیبارٹری کے قیام کے لیے عدالت ہائے عالیہ کے رجسٹرار صوبائی حکومت سے رابطہ کریں۔

(4) وکلاء کے عدالتوں میں بروقت پیش نہ ہونے کی ایک بڑی وجہ عدالتوں کا منتشر جگہوں پر ہونا بھی ہے۔ لہٰذا شہروں میں عدالتوں کیلئے عمارات (Court Complexes) کی تعمیر اس طرح کی جائے کہ تمام عدالتیں ایک احاطے کے اندر واقع ہوں۔ خصوصی وفاقی اور صوبائی عدالتیں ٹریبونلز بھی انہی عمارت کے احاطے کے اندر واقع ہوں۔

(5) اس وقت عدالت عالیہ کے بعض جج صاحبان اضافی ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں، جیسے بطور چیئرمین ٹریبونل موحولیاتی تحفظ

اور لیبر اپیلیٹ ٹریبونل، جو کہ بحیثیت مجموعی عدالت ہائے عالیہ کی کارکردگی کیلئے نقصان دہ ہے ۔ اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ تمام متعلقہ حکومتوں سے کہا جائے کہ عدالت عالیہ کے جج صاحبان کو اضافی ذمہ داری دینے کی بجائے وہ ان آسامیوں پر موزوں افراد کا تقرر عمل میں لائیں ۔

(5 ۔ الف) گرین بینچ یا خصوصی ماحولیاتی ٹریبونلز کو مضبوط بنایا جائے اور ماحولیاتی مقدمات کے عدالتی فیصلوں کی دستیابی اور ان پر فوری عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے ۔ ججز اور وکلاء کی ماحولیاتی قوانین اور ضابطوں سے متعلق ٹریننگ کروائی جائے اور قانون پڑھانے والے سکولوں کے نصاب میں ماحولیاتی قانون بطور مضمون شامل کرنے پر ان کی حوصلہ افزائی کی جائے ۔

(6) حکومت سندھ نے جیلوں کے قانون مجریہ ۱۸۹۴ء کی دفعہ ۵۹ کے تحت اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے جیل قواعد میں ترمیم کی ہے جس کے تحت سزائے موت کے مجرموں کو ان کی اپیلوں پر حتمی فیصلہ ہونے تک کال کوٹھڑی میں نہیں رکھا جاتا ۔ کال کوٹھڑیوں میں مقید سزائے موت کے قیدیوں کی تکالیف کو مدنظر رکھتے ہوئے کمیٹی نے ہدایت کی کہ دیگر تینوں صوبائی حکومتیں (پنجاب، بلوچستان اور سرحد) بھی سزائے موت کے قیدیوں کو کال کوٹھڑیوں سے نکالیں اور مناسب حفاظتی انتظامات کا بندوبست کرتے ہوئے انہیں بیرکوں میں رکھیں ۔

(7) صوبائی حکومتوں کو وسائل کی کمی کے شکار اور گنجائش سے زیادہ قیدیوں کا بوجھ سہارنے والی جیلوں کی مشکلات کا ادراک کرتے ہوئے ضلعی سطح پر نئی جیلیں تعمیر کرنی چاہئیں یا موجودہ جیلوں میں ضروری سہولتوں کے حامل نئے بیرک تعمیر کرنے چاہئیں ۔

(8) ضروری وسائل کی کمیابی اور عدالتی حوالات وبخشی خانوں (Judicial Lock-ups) میں گنجائش کی کمی کی وجہ سے قیدیوں کو عدالتوں کے سامنے پیش نہ کرنا مقدمات میں تاخیر اور جلد تصفیہ نہ ہونے کی بڑی وجہ ہے ۔ اس لئے صوبائی حکومتیں شعبہ جیل خانہ جات کو ضروری وسائل مہیا کریں اور عدالتی حوالات و بخشی خانوں میں ضروری سہولتوں سے آراستہ اور محفوظ اضافی کمرے تعمیر کر کے ان کی گنجائش میں اضافہ کریں تا کہ دیگر ضلعوں سے لائے ہوئے قیدیوں کو وہاں رکھ کر عدالتوں کے سامنے پیش کیا جا سکے ۔

(i) صوبائی حکومتوں سے کم از کم ضلعی سطح پر جیل اور تحصیل سطح پر ذیلی جیل کی تعمیر کا مطالبہ کیا جائے ۔

(ii) کمیٹی نے اس بات پر بھی زور دیا کہ حوالاتی قیدیوں کیلئے عدالتوں کے احاطوں میں کشادہ اور ضروری سہولیات کی حامل حوالاتیں (بخشی خانے) تعمیر کیئے جائیں تا کہ ایسے قیدیوں کو گرم موسم میں جیل کی وین میں رکھنے سے بچایا جا سکے ۔ وقتی طور پر حوالات و بخشی خانہ جات کی عدم دستیابی کی صورت میں حوالاتی قیدیوں کو عدالت میں پیش کرنے کے لیے قریبی پولیس تھانے کے لاک اپ میں رکھا جائے ۔

(iii) جیل حکام بچوں کے وارڈ کے لیے دوہرے قفل کے نظام کو اپنائیں اور چابیاں دو جیل افسران کے پاس رکھی جائیں۔

(9) جیلوں میں قید افراد کی صحت کے مسائل کو حل کرنے کیلئے کمیٹی نے سفارش کی کہ عدالت ہائے عالیہ کے چیف جسٹس صاحبان صوبائی چیف سیکرٹری اور خزانے اور صحت کے سیکرٹری صاحبان کے ساتھ میٹنگ کر کے بیمار قیدیوں کو علاج معالجے کی مناسب سہولتیں مہیا کرنے کیلئے پالیسی وضع کریں۔

(10) پراسز سرونگ ایجنسیوں کی گنجائش اور کارکردگی کو بہتر بنایا جائے اور اس مقصد کیلئے فنڈز کے حصول کیلئے صوبائی حکومتوں سے رجوع کیا جائے۔

بیلف / پیادہ کے ذریعے سمن کی تعمیل کے موجودہ فرسودہ نظام کی بجائے سمن کی بروقت تعمیل کے لیے جدید آلات یعنی انٹرنیٹ، ٹی سی ایس اور ٹیلیفون یا کوئی دوسرا موثر طریقہ اپنایا جائے۔ رجسٹرارز عدالت ہائے عالیہ کے چیف جسٹس صاحبان سے منظوری لینے کے بعد مقامی کوریئر سروس کی ایجنسیوں کے ساتھ مل کر سمن کی تعمیل کے کم نرخ مقرر کر سکتے ہیں۔ اور یہ کوریئر ایجنسیاں سمن کی بروقت تعمیل کی رپورٹ متعلقہ عدالتوں میں پیش کریں گی اور بغیر کسی معقول وجہ کے سمن کی تعمیل نہ ہونے کی صورت میں فرم ذمہ دار ہوگی۔

(11) عدالتوں میں ہر سطح پر کمپیوٹرائیزیشن اور نیٹ ورکنگ کو روشناس کرایا جائے، بالخصوص تیار کردہ سافٹ ویئر متعارف کرنے سے کمپیوٹرز کی اثر پذیری میں اضافہ کیا جا سکتا ہے اور اس طرح نہ صرف مقدمات کے بہاؤ کا جائزہ لیا اور نگرانی کی جا سکتی ہے بلکہ جوڈیشل افسران کے استعداد کار اور کارکردگی کو بھی جانچا جا سکتا ہے۔ اس لئے تمام صوبائی عدالتوں کے کمپیوٹرز کو ویب سائٹ نیٹ ورکنگ کے ذریعے باہم مربوط کیا جائے تا کہ عدالت عالیہ کے ممبر انسپکشن ٹیم کے شعبے کو معلومات کی منتقلی آسان ہو سکے۔

(12) عدالتوں اور جیلوں کے درمیان وڈیو کانفرنسنگ کی سہولت سے عدالتوں کو مقدمات کا جلد تصفیہ کرنے میں آسانی ہوگی اس لیے عدالت ہائے عالیہ کو عدالتوں میں جدید فنی اور خودکار آلات متعارف کرنے میں پیش قدمی کرنی چاہیے۔

(12۔الف) گواہوں کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لیے جدید حفاظتی نظام متعارف کروایا جائے جسکی بدولت پراسیکیوٹرز اور پریزائڈنگ افسران وڈیو لنک کے ذریعے گواہان کے بیانات کو جانچنے کے قابل ہو سکیں اور اس سلسلے میں آئینی شقوں سے مشروط قانون سازی پر بھی غور کیا جا سکتا ہے۔

(13) صوبہ پنجاب میں ماتحت عدلیہ کے جج صاحبان اپنی تنخواہ سے تین گنا زیادہ اضافی جوڈیشل الاؤنس حاصل کر رہے ہیں۔ یہ خوش آئند بات ہوگی اگر سارے صوبوں کے جوڈیشل افسران کے ساتھ برابر کا سلوک کیا جائے تا کہ ان کی تنخواہوں اور الاونسز میں

تفاوت ختم ہو سکے۔

(14) ماتحت عملے کی تنخواہ ومراعات میں جائز اضافہ کیا جائے۔